

# بصائر

مؤلفہ

مصدقہ دیونا عبد الباری آسی

باہتمام

سید فلاحین الرحمی بی۔ اے۔ علیگ

یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ و کٹوریہ سٹریٹ

میں طبع ہوئے

بہارِ غوثی پبلیکیشنز  
کراچی

# مقدمہ

شاعری اور فلسفہ دونوں کے لئے تخیل کی یکساں ضرورت  
 ہے۔ ایک جگہ تخیل ذاتی اور وجدانی کیفیت بن کر رجحانی  
 ہے دوسری جگہ عقل و ادراک کی بنیاد پر قائم ہے۔ یہی سبب ہے  
 کہ عموماً اعلیٰ پایہ کے شاعر اعلیٰ پایہ کے فلسفی بھی ہوتے ہیں شعرا اگر  
 صحیح معنی میں ہوں تو حقیقت اور واقعیت سے جدا نہیں ہو سکتا اور  
 حقائق کا انکشاف ہی فلسفہ کی غرض و غایت ہے۔  
 حقیقی شاعری حکمت و معنیت کے جواہر پارہوں کا لامالامال ہے شعرت  
 ہے شاعری کا سب سے بڑا کمال اور بلند ترین معیار اسکا ناثر ہونا  
 ۳۔ ناثر کا مقصد اور نتیجہ روح کی رفعت اور سرور ہے۔

کیونکہ تخیل کی کوئی حد نہایت نہیں اور شعر میں اس سے کام لینے کے کوئی خاص اصول اور ضوابط مقرر نہیں ہو سکتے۔  
 اس لیے اکثر شعرا جنہیں قدرت نے ذوق سلیم عطا کرنے میں زیادہ فیاضی سے کام نہیں لیا تھا جادہ اعتدال سے ہٹ گئے اور مبالغہ کی مدد سے ناممکنات اور محالات کا ایک طلسم خانہ تیار کر دیا جسے حقیقی شعریت کے کوئی واسطہ نہیں، ایشیائی شعرا نے اس میں سب سے زیادہ حصہ لیا چنانچہ یہی وجہ ہوئی کہ رفتہ رفتہ ہماری شاعری ہماری روزانہ زندگی سے دوڑتی گئی اور بڑھتے بڑھتے یہاں تک منازعت بڑھ گئی کہ شعر کی خوبی کا معیار ہی ناممکن کو ممکن ثابت کرنا اور فرضی باتوں کو حقیقی ظاہر کرنا سمجھا جانے لگا اور اس طرح شعر کی اصلی غرض و غائت فوت ہو گئی۔

فلسفیوں نے تخیل سے کام لیتے وقت علت معلول کے سلسلہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اور حقائق کے انکشاف میں چند مقررہ اصول

و ضوابط پر کاربند ہو کر عقل و ادراک کو شمع ہدایت بنایا یہی  
 سبب ہے کہ وہ حقیقت و واقعیت سے متصل ہے اور حیات انسانی  
 سے قریب تر ہوتے گئے چنانچہ جب وہ ایہ ان فلسفہ سے نکل کر  
 زندگی کی عام شاہراہ پر گامزن ہوتے ہیں اور اپنے ارد گرد کی  
 چیزوں اور دنیا کے معمولی واقعات اور حالات پر نظر ڈالتے ہیں  
 اور اظہار رائے کرتے ہیں تو کچھ ایسی جھٹسی ہوئی بات کہتے ہیں کہ تاثر  
 سے لبریز ہوتی ہو اور دل میں اُترتی چلی جاتی ہو۔ یہی حقیقی شریعت  
 ہے۔

حکما اور فلسفہ کے ان مقولوں کی بنا بھی زیادہ تر تخیل ہی پر ہے  
 لیکن اس تخیل کی نشوونما منطقی استدلال کے سایہ میں ہوئی ہو اور  
 مبالغہ کی بے اعتدالیاں اس پر اپنا رنگ نہیں جاسکتی ہیں یہی وجہ ہے  
 کہ یہ مقدمے ایشیائی شاعرانہ تخیل کی طرح حقیقت سے بعید نہیں ہو  
 جیں، اور گو بظاہر ان کی یہ باتیں سیدھی سادی اور سطحی معلوم ہوتی



ہیں لیکن حقیقت اسکے بالکل برعکس ہے کیونکہ وہ ہمیشہ نہایت گہری  
 اور تہ کی بات کہتے ہیں اور سنگریزیں ہیں جھانٹ کر سوتی نکال لاتے ہیں  
 دنیا کی ہر زبان نے حکماء اور فلاسفہ کے ان مقولوں کو بھی انکے  
 فلسفیانہ اور حکیمانہ مسلمات کے ساتھ ساتھ محفوظ رکھنے کی کوشش کی  
 ہے۔ اردو میں بھی اب سے پہلے متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں  
 سے بعض میں صرف حکماء کے مقولے فراہم کر کے شائع کر دئے گئے  
 ہیں اور بعض میں ان کے سوانح حیات کے ساتھ ان کے ریلیں وال  
 پر تبصرہ کیا گیا ہے

اردو شعرا بھی اقوال حکماء کے ان جواہر پاروں سے محروم نہیں  
 رہے ہیں۔ حالی کی سمدس مد و جزو سلام کا پہلا ہی بند متقراط کے  
 مقولے سے شروع ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے اور بھی  
 بہت سے مقولوں کو نظم کیا ہے۔ مولانا محمد اسماعیل نے بھی کبھی کبھی  
 اس طرح توجہ کی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ واقعات و مقالات

کو نظم کرنے میں جو کمال ہوا، ناموصوف کو تھوڑا سا حالی کو بھی نصیب نہیں ہوا۔

میری رائے میں اسی جن کی نظموں کا مجموعہ ”بصائر“ کے نام سے آپ کے پیش نظر ہے مقولوں کو نظم کرنے میں اگر مولانا اسماعیل سے سبقت نہیں لے جاسکے ہیں تو کم بھی نہیں رہے ہیں بحیثیت غزل گو کے اسی کا درجہ بہت بلند ہے۔ اس میں شک نہیں کہ لکھنؤ کے طویل قیام سے تکلفات اور تصنیفات کی اس سرزمین کا اثر کہیں کہیں ان کے کلام میں جھلکتا ہے لیکن بالآخر درد اور سوز و گداز اور ان کیفیات کے اظہار کا وہ مخصوص انداز جو دہلی کے سوا ہندوستان کے اور کسی خطے کو نصیب نہیں ہوا پکارا اٹھتا ہے کہ

”ہم رہنے والے ہیں اُسی اُجے ٹر دیار کے“

آسی کا وطن ایک چھوٹا سا قصبہ الدن ہے جو دہلی اور

میرٹھ سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ایسے ایسے صاحبِ کمال اس چھوٹی سی سبئی سے نکلے جن کے آگے بڑے بڑے ترقی یافتہ شہروں کے علماء اور اُدب نے زانوئے ادب تہ کیا ہے۔ آج ہی بھی اسی متبرک اور مردم خیز خطے میں نشوونما پائی یہی سبب ہے کہ وہ علم و ادب کے جس میدان میں کام زن ہوتے ہیں الگزنڈر سلرک کی طرح بلا شرکت غیرے اسکے مالک بن جاتے ہیں۔

ان نظموں سے آج کی حقیقی شاعرانہ منزلت کا تو اندازہ نہیں ہوتا لیکن اُنکا نہایت سادہ اور دل نشیں اسلوب بیان بندش کی چستی الفاظ کا در دست یہ سب چیزیں ان کی مشق سخن کا بباغ دہل اعلان کر رہی ہیں، روانی اور الفاظ کے انتخاب اور ان کے استعمال میں خوش سلیقگی کا یہ عالم ہے کہ بعض نظمیں سانچے میں ڈھلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔

خیال آفرینی کے ساتھ الفاظ کے انتخاب اور ان کی نشست

۸

میں زیادہ کدو کاوش کی ضرورت نہیں پڑتی کہ خیال اپنے ساتھ  
 خود اپنی پسند کا جامہ لیکر نکلتا ہے لیکن اگر خیال کسی دوسرے  
 شخص کا ہو تو اُس کو الفاظ کا جامہ پہنانا آسان نہیں ہے، ایک  
 زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ بھی اسی لئے مشکل سمجھا جاتا ہے  
 کہ ترجمہ میں خیال دوسرے شخص کا ہوتا ہے اور اس خیال کو  
 اپنے الفاظ میں ادا کرتا پڑتا ہے لیکن کسی دوسرے شخص کے  
 خیال کو نظم کرنا ترجمہ سے کہیں زیادہ مشکل ہے، وزن کی پابندی  
 الفاظ کے انتخاب میں آزادی قائم نہیں رہنے دیتی اور پھر ردیف  
 و قافیہ کے قیود اس آزادی کے دائرہ کو اور بھی محدود کر دیتے  
 ہیں ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھ کر اگر ہم اسی کے ”بصائر“  
 کا مطالعہ کریں تو ان کے کمال کا قائل ہونا پڑتا ہے۔

آرتی اقبال کی طرح فلسفی نہیں ہیں یا کم سے کم یوں کہہ سکتے  
 ہیں کہ اُنھوں نے فلسفہ کو اپنا اوڑھنا سمجھنا نہیں بنایا ہے

لیکن اس کے باوجود فلسفہ کی طرف ان کے طبی رجحان سے بھی احوال  
 نہیں ہو سکتا خود ان مقولوں کا نظم کرنا ہی میرے اس دعوے  
 کی بّیّن دہی ہے، پھر ان کے تغزل میں بھی جگہ جگہ حقائق و معارف  
 کی جھلک نظر آتی ہے، مثلاً ایک جگہ فرماتے ہیں۔

بیکار کوئی چیز نہیں ہے زمانے میں

حتیٰ کہ موت بھی ہے مری زندگی کا راز

موت کو زندگی کا راز کہنا ایک نہایت لطیف استعارہ کے علاوہ

ایسی فلسفیانہ تخیل کی طرف ہمیں کھینچ کر لے جاتا ہے جس پر قد غور

کیا جائے حقیقت سے قریب تر معلوم ہوتا ہے۔

مجھے آسے کا ایک اور شعر یاد آیا جس میں ایک ایسی حقیقت

کی طرف پُرکشف شاعرانہ انداز سے اشارہ کر کے جو ہر شخص کے

روزانہ تجربہ میں آتی ہو خدائے واحد کی قدرت کے آگے تسلیم خم

کرنے کی ہدایت کی گئی ہو۔ فرماتے ہیں۔

سہی درست ہی انکار قدرتِ خالق

جو چاہتا ہوں میں اسی وہ کیوں نہیں ہوتا

آسی کا رنگ تغزل مجھے مصحفی سے بہت زیادہ ملتا جلتا  
معلوم ہوتا ہے اور ایک رنگ تغزل ہی کیا ان کی توساری  
زندگی کچھ اسی رنگ کے گزری ہو، وہی بے خودی و بے خبری نہ تن  
بدن کا ہوش نہ لباس کی خبر، وہی شاگردوں کا جم غفیر، وہی  
غزلوں کی بخشش وہی پرگوئی، اور زود نویسی یہاں اس بحث  
کا موقعہ نہیں، انشاء اللہ آئندہ بشرط فرصت اس دیکھ بھنچ  
پر تفصیل کے ساتھ لکھنے کا ارادہ ہے۔

”بصائر“ میں کہیں کہیں خامیاں بھی رہ گئی ہیں اور کوئی  
بشر اس سے خالی نہیں، ایک خامی تو مجھے یہ نظر آتی ہے کہ آسی  
صاحب نے بعض ایسے مقولے بھی نظم کر دیے ہیں جن میں کوئی بند  
نہ تھی، اسکے علاوہ بعض مقامات پر زبان کی فرد گزشتیں بھی ہیں۔

مثلاً صفحہ ۵۱ پر ایک مصرعہ ہے

جب سن چکا تمام نضاح کو دوست کی  
نضاح مذکر ہے مونث نہیں مثلاً جیسا کہ اس شعر میں نظم ہوا ہے۔  
اسکے علاوہ ”کو“ کا استعمال بھی یہاں صحیح نہیں ہے۔ صحیح فقرہ یہ  
ہونا چاہیے۔ ”جب دوست کے تمام نضاح کو سن چکا“ یا مثلاً  
صفحہ ۵۱ پر۔

جھنیں معرکوں میں کیا تم نے زیر  
تو انا تھے تم سے وہ یا نا تو اں  
برابر تھے یا تم سے طاقت میں وہ  
کرد و صاف صاف اسکو مجھ سے بیاں  
چونکہ مصرعہ میں ”اسکو“ کا استعمال صحیح نہیں ہے۔ اس  
کی جگہ ”یہ“ ہونا چاہیے۔ کہیں کہیں تنافر بھی پیدا ہو گیا ہے  
جس سے ہرگز لازم تھا مثلاً صفحہ ۵۱ پر ایک مصرعہ ہے

کہیں ایک نے ندلا ابالی کی قدر نوشی ہے۔ کہیں ایک عاشق درد مند  
کے جذبات کی اگر محوشی ہے کہیں خیام کا تتبع ہو۔ کہیں سرمد کا عطر  
کی ہم قدمی ہو کہیں ابو سعید کی۔

تخیل آفرینی کے زور کا یہ عالم ہو کہ ہر خیال میں پر پرواز لگ گئے  
ہیں اور وہ بڑی بکر فضائے شعر میں اڑنا نظر آتا ہے۔ اسکی آب و تاب  
دیکھنے والی کی نظر خیر ہو جاتی ہو مگر تخیل کے عمق۔ اور خیال کی گہرائی  
کے باوجود بھی وہ ایک جگہ بھی صفائی اور روانی کے جادہ سے سرمو نہیں  
ہستے۔ جذبات کو کہیں ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

ایک دو جگہ نہیں بلکہ میسوں جگہ خیالات بدیع اور زار میں جنھیں  
صفائی اور حسن بیان نے چار چاند لگا دیے ہیں ہم صرف ایک ایک  
برزنگ کی بغیر کسی تنقید کے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں! فی  
حاضر راجیات آپ کے پیش نظر ہیں مکن ہے دیکھنے کے بعد آپ بھی  
ہم سے ہم نوا اور ہم خیال ہو جائیں۔



## جذبات

ہوٹوں کو سنسے آہ سینا ہی پڑا      جام مے رنج و غصہ مینا ہی پڑا  
موت اپنی مراد پر نہ آئی افسوس      اوروں کی مراد بنکے جینا ہی پڑا

## عبرت

جودل ہی یہاں غموں کا گنجینہ ہو      داغوں سے بھرا ہوا ہو جو سینہ ہو  
میں بھی حیران ہوں و جہاں بھی حیراں      آئینہ کے سامنے اک آئینہ ہو

## بے ثباتی عیش

اک نال عیش میں ہوا میرا گذر      دیکھا اک خشک پھول کو عمر پر  
بوجھائیں گے کیوں جلاتے ہیں      بولا کہ چمن میں سنس لیا تھا دم بھر

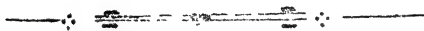
## حیات

ہر بزم میں اک قرب اسے حاصل تھا      یہ باعث ہنگامہ صد محفل تھا

جہ سے گزر رہا ہوں تو لے غافل  
 پشتِ غبار بھی کسیدن دل تھا  
 میں اطنابِ کلام سے گھبرا کر صرف انہیں رباعیات پر اکتفا کرتا  
 ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا کرے وہ شعر ابھی جو صرف الفاظ کا گروہ  
 بنا کر شعر کہنا چاہتے ہیں اس ناک کا اتباع کریں۔

ماہِ اشدِ افسر

لکھنؤ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

## خدا عقل میں نہیں آ سکتا

کہا کہ کسی نے یہ قراط سے کہ اے خست	بتاؤ ہکو جو وصف خدا کے اکبر ہے
کہا کہ وصف کی اس کے بڑی صفت یہ	کہ وصف اس کا تمہاری سمجھتے باہر ہے

## اپنے نفس کی معرفت سخت ضروری ہو

کسی حکیم سے پوچھا گیا خدا کیا ہو	وہ حکیم نے فوراً یہ مختصر سا جواب
جب اپنی ذات کو اس وقت تک نہیں سمجھ	خدا کی ذات کو پہچانے کیسے کہ جناب

## جاہل دوست نہیں ہو سکتا

کہ ہو دوست جاہل تو کیا ہو متجا  
وہ کیا دوست ہو گا جہا نہیں کسی کا

کسی نے ارسطو سے اکر دین یہ پوچھا  
کہا اُسے جاہل ہو خود اپنا دشمن

## مضحکہ اور نصیحت

ترک زمین و نقد کا حصے سوا ملا  
عیاشیوں کا اُسکو بھی بڑی ہنی پڑا  
عیش و سرور سو کو جا رہی تھا سلسلا  
تھی حقیقت زمین و سب بیچنے لگا  
کچھ دن کے مفلس و قلاش ہو گیا  
اک روز اُسکو دیکھ کے سفاٹے نے کہا

مرنے سے الدین کے اک لوجوان کو  
لیکن ہر لوجوانوں کا دستور طرح  
زر اسکا اور عید شب تھی شب بات  
تھی حالاد حقینی ہر کرنے لگا فروخت  
راستہ الیوں کا ہوا آنا و فرور  
معمول ریاضہ ہو ا جہا تک گدست

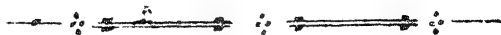
کھایا ہر جانور کو اکثر زمین نے  
لیکن بچ نوجوان نہیں کو بھی کھا گیا

سید سلیم کا پیشین

چلا جاتا تھا افلاطوں سر راہ  
کسی اسے پوچھا آکے ناگاہ  
کہ زیر بابت ملک ہے کس حکمت  
کہا جبت تک ہر نایب باجمالت

برکت ہمت کیساتھ ہے

سکندر کو خنجر اگر خنجر ہی  
گھٹا چھائی ہر تیغ فوج عدوی  
سکندر نے ہنس کر کہا خوف کیا ہو  
کہ دشمن لڑنے کی ہمت ہو کیونکر  
تو برق فتا بھی گرگی معشر  
لڑیں گے ہم اب سے سایہ میں کر



## حقیقت شاہی

پوچھا اک مور نے سلماں سے	ملی شاہی یہ آپ کو کیونکر
بولے خاتم کی وجہ سے میرے	ہوئے محکوم سب چین و شر
کہا کس کام کی ہر وہ شاہی	ہو بنا جسکی ایک خاتم ہر

## بے ثباتی عیش

نہیں راحت و آرام کی جگہ دنیا	ہو کس طرح سے یہاں دیر لانا
ہوا پخت سلماں یہ کہتا جاتا تھا	کہ بادشاہی عالم کی ہوتا ہوا

## نیشہ سر تو بہ

آلودہ فسوق ہو لب برکیشخص	اگر اہل دنیا میں ہوئی کسرت گناہ
--------------------------	---------------------------------

کی انکے حق میں حضرت نے بڑے عا  
 چل میں دن کے بعد اضمائی پاک  
 حبیبنا تو چھوڑ کے فسق و فجور کو  
 ہم چھوڑتے ہیں کفر و فسق و فجور کو  
 آئے ہیں تیری در پہ کچھ کرتے تھے کرم  
 آیا جو بجز حمت تو میں کیجےش  
 چل میں دنگدے مگر کچھ نہیں ہوا  
 خجائے کیا یہ حسد و عنایت تو  
 ہوا دے کی عا کے نوک یا رب توبہ  
 حکم خدا ہوا کہ یہ بخش فضول ہو  
 رہنے لگے وہ جو تیری جگہ میں ڈال کر

اور ہی خبر کہ یاد رکھ لے قوم و سیاہ  
 آئیگا اور ہوگا تجھے اُس کے انتباہ  
 مانگی دعا پہ بنے خدا سے کہ یا اللہ  
 اب تو بھی ہم پر رحم کر اور کوئی نہ پناہ  
 آج کے م سے دہوئے عمل نامہ سیاہ  
 اُن ہیکلوں کے حال کی لطف کی نگاہ  
 تھے تیرے غافیت وہاں گے اوشاہ  
 جو بڑھو کے لی سے طے لیں بھروسے راہ  
 رہنے کی سوال ہو میری بہت نیاہ  
 پھر فتوا میں جا کے رہو تم بغیر و جاہ  
 پیدا ہوئی حکم خدا اس پر آگیا

<p>کیڑے دکھایا اُسے کُن دم بگیا  اُمیدِ جہانِ نظر میں ہو سیاہ  عبرت سے واقعاتِ دالِ کفر انگاہ</p>	<p>اُن سیل تھی ایسے ہوئی اُنکو کچھ خوشی  چال دیکھنے سے ہو پھر اُنھیں ملال  حکمِ خدا ہوا کہ اُسے یوں جزیں</p>
<p>اُلکھاس کے اُبڑنے سے تجھ کو یہ رنجِ سھ  ہم ایک پُڑے شہر کو کیونکر کریں تباہ</p>	
<p>عاشقِ خوبِ دانی سے کبھی علیحدہ نہیں ہوتا</p>	
<p>ہستے تھے پہلے کو مان بول غلگیں  اب پہلی دُئیِ یوسف کی جا بئی نہیں</p>	<p>ملکے بھی یوسف صدیق سے یعقوب جزیں  پوچھا لوگوں نے کہ اُس نے کیا باعث کیا ہے</p>
<p>اب تو ناہر کہ ملکر نہ بچھڑ جائیں کہیں</p>	<p>اُسے یعقوب بچھڑنے کا تھا دنا پہلے  اب تو ناہر کہ ملکر نہ بچھڑ جائیں کہیں</p>



## تکلیفِ اکام لازمہ محبت میں

کشی شخص نے آگے یوسف کا کن	بڑے شد و مد سے محبتِ جہائی
کہا اس یوسف نے اوجھائی میں	محبت میں کوئی بھلائی نہ پائی
مرے باپ کی محبت جو مجھ سے	تو دشمن ہوئے اُس محبت سے بھائی
دوبارہ زلیخانے کی جب محبت	تو ظاہر ہو وہ مجھ پر آفت آئی

## مقتضائے رسمِ انصاف

تھے فرماں و امیر جن جبکہ یوسف	تو کرتے رعایا پہ اتنا ملطف
کہ کھانا نہ کھاتے کبھی سیر ہو کہ	سب لو چھنے تھے تو کہتے تھے رو کر
جو میں سیر ہو کر کسی نہ کھاؤں	تو بچوں کی تکلیف کو بھول جاؤں

## احترامِ معبود

ایکدن بطور پادشہ سے موسیٰ نے کہا میرا اس کتابہ راک میں ایسی شکر ہو پہچا اللہ نے کیا چیز ہو وہ کہو کہا موسیٰ کہ معبود ہو تجھ سا کہ میں	اے مرے رب کہیم اے علامِ مودود تیری قدرت کے نئے نئے میں طرح بہر معبود میری قدرت کے نئے نئے میں نہیں جو معبود پاس سے نہیں لیکن کوئی تجھ سا معبود
--	---

## رازِ نیاز

کہا موسیٰ کہ بولے یہ تیرے خلیل جی کی تمھاری طرح اے ابراہیم	دست کی روح بجا جس کی کون ہے شے لئے سوس دو جی تا کون
---	--

# عسرت کی عشرت کے موافق برداشت کرو

بتلا کر کربِ آلام جب یاد تھے	انکی بیوی دُعا گئی کہ اے فریاد رس
رحم کر ایندہ صابر کے حالِ ابر	حضرت تو نے سُنا کہا اُس کے کہیں
ہم نے تسال لوٹے ہیں مسرت کے منے	صبر غم پہ بھی ہیں لائے ہم جو اب شروریں

## زبانِ خلق کو کوئی نہیں روک سکتا

میں نے سنی یا محبِ کبویہ فراد قوم	و نہ کہنے پا چہ اپنی مرقاہ نہیں
یہ جو آیا کہ لے میرے نبی میرے کلیم	تم تو تم یہ رتبہ تو کبھی بھی چل نہیں

غمِ محسوس

رگیا تھا ایک تجھے حضرت داؤد کا	حضرت داؤد اُس سبب راضی ہوا
--------------------------------	----------------------------

کرتے رہتے رات دن بتایا تب کہ خرغہ خرغہ	حکم حق پہونچا کہ ہکودو جو اب کا ذرا
جبنا یا تھا اے قنہ نہ تھارے اسطے	کیا سبقت آخر اس قدر فرحت کا تھا
اب منہ باعث رحمت بنایا ہوا ہے	رات دن کہیں اسطے کرتے ہو تم آہ و بکا

## بُری صنعت سے صانعِ حریفِ آتما ہر

دیکھ کر لقمان کی چھوڑتی کو ایک دن	اگلی اک شخص کے لبِ حیات کی سہی
دیکھ کر لقمان نے پوچھا کہ کیوں یہ ہو تو یہ	یہ خطا تو نقش کی سمجھا ہر اینقاہ کی

## پاپس اوپ

اک مرتبہ لقمان کو لکڑی کی کوئی بھاپا	آقا نے بھری بزم میں کھانے کیلئے دی
کہتے تھے لقمان تو آقا نے یہ بھپا	بتاؤ کہ تھی فائدہ میں بھاپا نہ کیسی

لہما نے جواب دیا کہ ازرہ تو صفت	اسد جہ شیریں بھی کیا باغ اسکی
لہما نے بھی لہما سے تعریف پسکر	کھائی وہی لکڑی تو وہ ذائقہ رکھی
لہما سے ترش ہو گئے کہ ازرہ غصہ	تو جیسی بتاتا ہو یہ تو نہیں تھی
لہما نے ادب کیا جن ہاتھوں اکثر	ملتی ہی میں سیرت و حسن مجھ مٹھی
اک تہہ ان ہاتھوں کھا کر کوئی شرمیلخ	کس غصے سر نہ بتا دیتا میں کرادی

## سعی بحسب

اک معلم کو یقین پانے دیکھا اک روز	کہ اُسے اپنی لیاقت بہرہ دعوہ عظیم
جب چٹھانا ہو تو کرتا ہر سلف پر اراد	انکے دعوے نہیں کرتا کسی ہو سقیم
بولا بقراط کہ بچوں کا پڑھانا ہر عبت	جب حالت ہر فرد کو نہ دیکھے تعلیم

## الو اور حضرت سلیمان کا مکالمہ

الو سے سلیمان نے ایک وزیر پوچھا	کھیتیں تو کون سے انا نہیں کھاتا
الو نے کہا ڈرتا ہوں اے حضرت	جنت اسی انا نے اوم کو نکالا
پوچھا کہ تو دیر سے میں یہاں ہوں	آباد مقام کی بڑی لگتی ہے کیا بات
کہنے لگا کیسا میں دنیا کے امون	معموے بھی یہاں گئے اور لڑکے و بچے
پوچھا کہ تو دیر سے میں کیا کرتا ہوں	جو کچھ تر مفہوم ہو وہ مجھے سیاں کر
بولتا ہوں تو میری یہ از نہاں کیا	جو بنے تھے ان کو میں آج کہاں میں
پوچھا کہ تو اب اوہ نہیں نہیں آتا	بولا تم اسنا رک کا دیکھا میں ماتا
پوچھا ہمیں بھانپنا اس کا وہ کیا جو	ہر کچھ نشین میں سے تیری صدہر
بولتا نہ نشین میں یہ ہو میرا ترنم	پہلنا جو تجھیں نافذین یہاں رہنم

لو زاد سفر ساتھ میں لوتا احد مقد	سینکر نہ منزل مقصد ہر بہت دو
----------------------------------	------------------------------

## عسم ناکام عسم

رہا ایتھنہ کا مشہور متقین سولن	دلہ پٹے کے جو مریے ہوا بچ و محن
کہا اک شخص نے رونے سے نتیجہ کیا ہو	رونیسے مردہ لپٹ کر نہیں سکتا ہو
کہا اے بھائی یہی ہوئے دنیا کا سب	کہ نہیں دیکھے بھی میرے تیرا کوئی اب

## جاہل نتگ وطن ہوتا ہے

سایوانی حکیموں سے تھا ایک فریس	رہنے والا مستقلیہ کا حکیم انحریس
بشا اس کوئی یونان کا پہنے والا	کسی رتے کے مگر اس سے وہ سر رہوا
ہو معقول نصیحت کا اٹھا جوش خروش	ہوا جھجھکا کر اسے مسلی کے بھال غامش

مجھے رہتہ انہما ہیں بیہ بالا سکے اسطنہ دلدوز کو بوالا و حکیم فرق یہ کہ مرنگ ہے میر ممکن	دوسری کایں نوائن کا رہنے والا آپجے کہتے ہیں بات مجھ کو تسلیم آپکافیات مقدس جو مگر ننگ وطن
دولت محفوظ علم ہو	
جب شمنوں کے بڑاں کو دفنا ہر شخص مضر ہوا اس گیارہ سے کر کر کے جموں و کشمیر متاع کو ہنس کو کچھ نہیں تھا اگر نہ خط آ اسطرح سے گرا سے بنیاد دیکھ کر ہنس تم ایسی شان بیٹھے ہو آج بھی	اکدم حاضر کیا بایں کے شہر کا گزار ہر ایک سپہ قیامت کا جرا لوگوں نے اپنی اپنی بغل میں تھپا لیا جس طرح عطنہ تھا اسی طرح ہے با ہن دست سے رہا نہ گیا اور یہ کہا تیسے کوئی ہوا ہی نہیں تارہ وقتا



حالت تمھاری دیکھ کے حیرت ہوئی مجھے	کچھ فکر جان کی ہر نہ کچھ خوفِ مال کا
مالِ متاع کیا ہو اُجھک کو بتاؤ تو	کچھ بھی نہیں تھا یا کہیں تمنے چھپا دیا
جب پہنکا تمام مضامین کو دوست کی	البار منہس کے دوست بائس نے یہ کہا
میر متاع و مال فقط میرا علم ہو	سو سو کو میں داغ میں محفوظ کر چکا

### ملبووسِ میوزوں

دیکھا فیتا غور نے اک شخص کو	جسکی تھی پوشاک بیحد خوشنما
حبِ مگر کچھ گفتگو کرنا تھا وہ	تو غلط جملے بہتے بولتا
دیکھ کر یہ حال فیتا غور نے	کان میں اس شخص کے جھک کر کہا
یا تو اپنی گفتگو کر لو دست	یا ابھی جا کر اتارو قیسا

## زندوں کے حقوق مردوں نے یاد دیے ہیں

کنگنے بات سنکر منہ کے سائل سے کہا مردوں کی خدمت سے ہوگا تمکو بھر کسایا فائدہ بولاپہلے زندگی کے راز کو سمجھو ذرا	کنگنے پوچھا طریقہ خدمتِ اراح کا جبکہ زندوں ہی کی خدمت کر نہیں سکتے تم پوچھا اُس نے پتا دے موت میں کیا راز ہر
---	--

## احسان کا بدلہ احسان ہے

کتبتک رہی گا یونہی قافلوں کا شاگر میں مرجئے جاؤ گا قافلوں کی برابر	پوچھا کس شاعر سے کہ اے مرزا یار بولاکہ وہ احسان کئے جاویگا جب تک
---	---

## جواب خود ستائی

<p>کہتے سمونڈس سے اک پہلایاں  کہ دنیا میں ثانی رستم ہوں میں  حریفوں پر غالب ہا میں مدام  وہ کچھڑا جو مجھ سے مقابل ہوا  سُنی جبکہ اسکی پلاف و گزان  جنھیں معرکوں میں کیا تم نے زیر  برابر تھے یا تم سے طاقت میں وہ  کئے سمونڈس نے جب یہ سوال  کہ تھے مجھ سے طاقت میں سب چند</p>	<p>جتلے لگا اپنی شہزوریاں  نہیں مجھ سے بڑھ کر کوئی پہلایاں  ہمیشہ ہوئے میرے جو ہر عیاں  کئے کرنیوالوں نے لاکھ امتحاں  کہا سمونڈس نے اے مہرباں  تو انا تھے وہ تم سے یا ناتواں  کر و صاف صاف انکو مجھ سے  تو بیاختہ بولا وہ پہلوان  میں ہر طرح ان سے تھانا تو اں</p>
--	--

کہا کب یہ ممکن ہو اے بھائی جان	کہ نرک دیے شہزور کو ناتواں
کہا خیر میری برابر تو تھے	بیچھاڑا ہو میں نے جنھیں بے گماں
کہا سیمونڈس نے ممکن نہیں	کہ ہمسرے ہمسر کو پہونچے زیاں
یہ سنکر ہوا پہلوں لاجواب	کہا مجھ سے طاقت میں کم تھو ہواں
کہا پھر یہ شیخی کی کیا بات ہو	جو کمزور کچھ تم سے پچھڑے میاں

## مملکت سے پاس قوم زیادہ بہتر ہو

لکھا حریف کو یہ در شیر جہن نے	جو مانو ہم کو تو ہم تم کو بخش دیں
جو تم ہمیشہ ہمارے مطیع ہو کے رہو	تو فائدہ پہونچیں رہیں اطمینان
لکھا حریف نے اسکو جواب میں خواب	حقیقی فائدہ سچے اگر کیس انسان
نہ دیکھے ملک کو غیر دنگی نہ آنکھ بھر بھی	کسی طرح نہ ہو بخائے غیر نقصان

خوشی کی تھاکر دے اپنے فائدہ و قربان میں لڑکے مر نہ کو سمجھا ہوں میں آسان زیادہ خوش معوں میں آزاد ہو کر زبان	عُد کو فائدہ پہونچانے کیلئے رنج و بجائے اسکے کہ بجاؤں اپنے دشمن سے بجائے اسکے کہ حاکم ہوں قوم پر اپنی
---	---

## اوصاف دولت

کسی دولت نیا کہے کچھ کہو اوصاف کہ ناگوار ہوئی کہو اسکی لاف و زراف خصو اسکو سنیں اور کہیں اوصاف	تھا ایک نے میں حاضر حکیم فتیان غوث مہلنے سے لیا کام استفادہ نہیں کہا حکیم نے اس کے جو میں کہتا ہوں
--	--

جو گھر میں بخل سے ٹھہری سخا سے ضائع ہو  
وہ چہیتا بل تعریف کیا قصور موعا

## فرق علم و دولت

پوچھا فیتا غورث نے اک کہ اس کا کیا	جاتے ہیں منعم کے در پر عالمان فی ہنر
در عالم کے مگر منعم نہیں آنا کوئی	سکے اس قضیہ کو بولا وہ حکیم خوش سیر
فائدے دولت کے عالم جانتا ہو موبہ	فائدے سے علم کے منعم نہیں کھتا خبر

## بے تعلقی موجب من ہو

کہا فیتا غورث نے وہ آدمی	جو نیکی کے کچھ نہ کوئی بدی
وہ نیامیں دشمن سے محفوظ ہو	کہ ہر نیک بد اس سے محفوظ ہو

## تلاش نہ

اکسی حکیم نے یونان میں تھلا جکا وطن	اکسی غریب کی شادی اپنی دختر کی
-------------------------------------	--------------------------------

<p>کسی اُسے کیا اعتراض اور یہ کہا          دیا حکیم نے اُسکو جواب یہ فوراً          اپنے زرعے کسی شخص کی جھوٹا تلاش</p>	<p>کہ چاہئے تھی تلاش آپ کو نوگر کی          کہ قدر میری نظریں ہر صفت ہر کی          وہ شخص اچھا ہو جبکہ تلاش ہو زرعے کی</p>
<p>قرب بعد</p>	
<p>کسی حکیم کو اہل وطن کے ظلموں نے          کہا حکیم نے رہنے دو مجھ کو ابس اپنے</p>	<p>کیا وطن سے نکلنے کی واسطے مجبور          کہیں تین بھی ہو کر مہوش کو سوں دور</p>
<p>فوائد عدم تعلق</p>	
<p>کوئی حکیم کسی شخص سے کیا ملنے          آج مل نہیں سکتے یہ غور کرتے ہیں</p>	<p>مگر وہاں اُسے دربان سے ملا حجاب          کہ کیسے لوگوں کو سمجھائیں لکھ جڑنا</p>

کہا بخیر کرے کاش وہ کہ بعد اسکے  
کبھی کسی کو نہ دینا پڑے حساب و کتاب

## تعلیم عیبت

بیٹھا تھا سطرط اک موی کی دکا کسیر  
تشنگی سے تھا مکر و کفش گر کچھ عیبت اس  
اپنے لڑکے کے کہا اُن سے کہ ہمایہ مرض  
کل کے وعدے پر شراب سے قتلے آگلاس  
بلا سطرط اس کے یہ تبر کہ اپنے نفس سے  
کہہ دو ارقوت پانی بوجھا اپنی سائیں

## اچھتی چیز تعریف سے مستغنی ہو

کی تھی سطرط نے اک تبر تعریف کیس  
حکمت و غلط و صحت پر چوبنی تھی نام  
دی کسی شخص نے اگر خبر اسکی بابت  
کہ نہیں کرتا پسند اسکو میں مجمع عام  
کہا تقریر جو حق پر ہو تو کیا غم ہے مجھے  
نا پسند مدیہ بتاتے ہیں اگر اسکو عوام



## خیالات کی مانند حالت میں قائم رہتے ہیں

<p>کتی ہیں لوگ سقراط کی جیسی تھی بہت وہ اخلاق کے دنیا میں تھا اس کا جواب لوگ کے اچھے کے ایک مرتبہ اس ظالم نے اسے سقراط نے ہنس کر مینا سے کہا</p>	<p>تندہ خانہ برانداز دنی رشت عمل وہ خطا کا کہ عالم میں تھا اس کا بدل پھینکی سقراط پانی کی بھری اکٹھا گل کہ گرج کر بھی سب جانتے ہیں ان کا بدل</p>
--	--

## عروج و زوال کی حدیں

<p>شہر میں سقراط کو تھا اک میں نوجواں ایک دن سقراط سے کہنے لگا ازراہ طنز ایسے ایسے لوگ رہے ہیں ہماری قوم میں</p>	<p>جو بہ اخلاقی کو اند آچھا اپنی مثال مذہب توں ہماری قوم میں علم کہاں اس کے اسلاف میں نہیں تو ملنا ہر حال</p>
--	---

سکے بایتیں کہا سقراط نے سینے جب:	پہلے کچھ بھی ہو مگر اب کچھ کو ہر حتمال
مجھے میری غم میں تباہ ہو غارِ عروج	آپ اس عنتِ فتنی کی ہر حد وال

## دیگراں را نصیحت خود را نصیحت

تھا اتفاق یہاں ایک دن سقراط	کسی غریب کی اپنے دوست کے گھر پر
ہوئی جو کھانیکے لائیں بریو کر کو	تو نیز باں ہوا اس بات سے خفا اُس پر
چاہتا تھا کہ دے اس خطا کی سکو نرا	کہ اس کو کوئی یہ حکیم نے کہہ کر
جو اس کے نفس سے تم دور رہو پناہ	تو اپنا نفس بڑا الو فساد کے اندر

## چغلوں را نصیحت دینا ہے

کسی نے کہا آکے سقراط سے	کہ دیتا تھا تجھ کو فلاں گالیاں
-------------------------	--------------------------------

کہا اُس نے درپردہ کی تھی بدی	مگر مجھ سے تم کر رہے ہو بیاں
------------------------------	------------------------------

تبدیل پیشہ سے دماغ نہیں بنتا
------------------------------

پہلو اٹھا کوئی زبان میں مشہور مگر	فکشتی نہیں تھا اصل کچھ اسکو شعور
لڑکے دشمن نہ ہوا تھا ظفر اب کبھی	بلکہ اکثر وہ پچھڑاتا تھا حریفوں کے حضور
عاجز آیا تو کیا پیشہ طبابت کا شروع	اور اس کام میں کسی مشقِ سجدِ مقدر
ایک دن کھلے سقراط نے اسکو یہ کہا	اب تم آئیں بے لگو کو کچھ چار کے ضرور

کن علوم کی تعلیم ضروری ہے
---------------------------

سقراط سے کہا کہ وہ باتیں بتائیے	جن سے کہ جوانوں کا قلب متغیر
سقراط نے کہا کہ جوانوں کو واسطے	جو کچھ کہیں ہا ہوں ہو بہتر میں شیر

لازم ہیں ایسی باتیں جو انوں کو سکھنا	جسکے نہ سیکھنے سے پشیمان ہوئے ہیں ہر
--------------------------------------	--------------------------------------

بیگناہ مرنا گنہگار مرنے سے اچھا ہے

جسکے تھے دیا زہر کا سطرط کا بوجھ	اسکی بوی بھئی کیا شو و بکنا ناہ و آہ
پوچھا سطرط نے کس بات پر تھی تیر تو	روکے کس غم میں گئے لیتی ہو حال تباہ
بولی اس بات پر نہ اچھے آقا ہو کہ آج	بیگنہ تھجھ کو ستاتے ہیں سب بیسیاہ
بولا سطرط کہ اے عقل کی شمع عورت	کیا یہ خوش ہے کہ ثابت ہو مر کوئی گناہ

بڑھاپے میں سیکھنا بڑھاپے میں جاہل رہنے سے

بہتر ہے

کی تھی سطرط نے پیری تھی جبہ مبذول	کس برابر و رموز فن موسیقی پر
-----------------------------------	------------------------------

<p>موتھا پڑھنے میں اس علم کا کہ وہ حکیم          کہ تجھے شرم نہیں آتی ہر ادب پر خیرت          سنکے تبرا طریقے کہنے لگا جاہل ہونا          طنزیہ کہنے لگا کوئی یہ اُس سے آکر          سیکھتا ہو جو ٹھہاپے میں تو یہ علم ہنر          شرمناک اس سے زیادہ ہو ٹھہاپے میں مگر</p>	
<p>موت سے زیادہ زندگی دُشوار ہے</p>	
<p>یہ سقا طے پوچھا اک شخص نے          کہا جس کو کہتے ہیں سب زندگی          کہ دُشوار ہے موت کون چیز          وہ ہے موت کس سخت تر اے عزیز</p>	
<p>سمجھنے والا ایک کافی ہے</p>	
<p>فلاطون کے شاگرد سب ایک بار          تو ان سب میں شامل اسطونہ تھا          ہوئے جمع جبیر صلاح کار          فلاطون کا دل اس سے تھا کندھا</p>	

تو سب پڑھنے والوں میں اک حوشر تھا	اسی جہ سے کچھ خواہش تھا
کہ تقریر کی کیجئے ابتدا	بالآخر فلاطوں سے سب نے کہا
تو پھر کیا ضرورت ہے تقریر کی	کہا سُننے والا نہیں کوئی بھی
کہ ہیں سُننے والے یہاں مبیہار	یہ سنتے ہی سب لُٹھے ایکبار

کہا اُس نے بیکار ہیں بیشمار  
فقط ایک ہو جو ہوشل نہرا

حاسد کو نقصان پہونچانے کا طریقہ

کہ حاسد کو پہونچائیں کہو نہ گزند	فلاطوں کو پوچھا کسی شخص نے
کہ تم خوبیاں اپنی کرو دو چند	کہا اُس کی یہ سہل ترکیب ہے

## تونگری کی موت فلسفی کی زندگی سی اچھی ہو

پوچھا افلاطون لوگوں کہ اس کا کیا سبب فکر و دولت میں یہاں تک پہنچے عس و فیت ہوا افلاطون کے مزاج جمع کیسے مال و زر	جمع کرتا رہتا ہر پیری میں بھی آل و دی اس مرتے مرتے بھی فرصت نہیں ملے کبھی اس بہتر ہو کہ کائنات فلسفی میں زندگی
--	--

## علم اور دولت کا اجتماع محال ہو

پوچھا افلاطون لوگوں کہ کیا با ہے ہوا افلاطون کے دونوں کیڑے کھیتے ہیں جمع	جمع اک کا کیوں نہیں ہو کبھی مال و کمال جبکہ رہے ہیں کمال و علم سے کسر و جال
---	--

## اگناہ پر صورتی میں صافہ کرتے ہیں

<p>مُسکے اسکو بول اٹھا وہ حکیم کا صفا تو لایہ زم ہو کر دیکھے وہ اٹھا کر امینا بنایا ہو پختہ میں یا وہ صورت خوشما کیوں دل اچھی صورت کو گناہوں سے بُرا بد کو بد تر شے بنایے سو ہو کیا فائدہ</p>	<p>بزمِ فلاطین میں بول بد کل ذکر تھا ہو گئے نفسِ آماہ اگر انسان کا اپنی صورتِ نظیر سے تو اندازہ کرے صوتِ اچھی ہو تو پھر غمیز کرنا چاہیے اور بری صورت نہ تو سوچے ذرا دل میں شخص</p>
---	--

## جاہل کی تعریف بھی نہ ملے

<p>اک ضرور لیکے افلاطون سے ملنے گیا محلِ فلاں جاہل نے کی تھی آبی کی طرح وشنا</p>	<p>اتفاقاً ایک دن کوئی رئیس نکدل باتیں کرتے کرتے ذکر آیا تو بولا وہ نہیں</p>
--	--



ابن سلم ہو گئی اور قابیل کی  
سنتیں یہ بتا فلاطون کی ایک

دیکھ کر حالِ خجکاؤ میں نیک ذات  
آپ اچھی سنائی تھی خبر میں نے مگر  
بولا فلاطون بوجھو میری کیا سبب  
آج سمجھا ہوں کہ میں تباہ و برباد میں

جبکہ جاہل بھی طرح و رنگ لڑا  
اور اسکے بعد پھر مہیا ختم نہ لگا  
او پھر فلاطون کی چچا کی کیا صدمہ ہوا  
اتفاقاً آپ پر اسکا اثر الٹا پڑا  
میری لہر سید پر سوت پانی پھر گیا  
وہ اس جاہل کو بھائی کیوں ہی کئی ادا

غیبت کی فرصت ملے کہ نہیں بھوتی

ایک ظالم نے خفا سے کہے چلا فلاطون  
جب تلے تو کہا اس کا یہ ظالم نے  
سننے کے ازمانت فلاطون نے کہا

پیشتر اس کے بہت تم بھی جس صحبت  
آج اجا بے تم میری کروئے غیبت  
سیکڑوں کا مہر کی نہیں مجھ کو دست

## نقل اصل سے بہتر نہیں ہو سکتی

کہ چلئے مے ساتھ اگر تے تال  
کہ جو نقل کرتا ہو بیل کی بالکل  
مے پاس موجود ہے اصل بیل

کہا ایک عاقل سے اکدن کسی نے  
تو اس شخص سے آپکو میں ملاؤں  
کہا اس ملنے میں کیا فائدہ ہو

## بچوں کو کیا علم سکھانا چاہئے

کہ چھوٹے بچوں کو کیا سکھائیں علم و ہنر  
وہی سکھائیے کام آئے جو جوان ہو کر

کسی حکیم سے اس شخص نے سوال کیا  
کہا حکیم نے یہ بات صاف ہے صاف

## حدود مملکت

یہ بوجھا حبیلہ اس سائل نے ایک فو	اسپارٹا کی محبتیں کہاں پہ ہے
اسنے دیا جو اب ہر مملکت کی حد	فرما زوئے عہد کی نوکِ شاں پہ ہے

## کارنامہ خود ایک یاد گا ہے

احبیلہ اسنے اجاب کو صیت کی	کہ یادگار بنانا نہ کوئی تم میری
یہ بات سنکے جو لوگوں نے کچھ تلبھیا	احبیلہ اسنے ان سب کے یہ جواب دے یا
کیا ہر عمر میں گزینے نیک کام کوئی	تو بعد مرنیکے وہ خود ہر یادگار میری

اگر گزائے ہیں بڑے صرفہ میں لیل ہمار

تو یادگار ہر میری جہاں ہیں بیکار

# تاویب نفس

بقرط کے شاگردوں نے اک موزیہ سوچا  
 دیکھیں کہ جو کہتا ہے باتیں ہیں بانی  
 یہ سچ ہے بقرط کی تصویر اٹھائی  
 اس شخص کو تھا علم فیاض میں ہر دخل  
 بقرط کی تصویر جو دیکھی تو یہ بولا  
 بقرط کے شاگرد یہ سنکر مہرے ناراض  
 بقرط کی تصویر یہ تم نے جو دیکھی  
 یہ بات سنی جب فلمیوں میں بولا  
 بقرط کو تم جاکے سناؤ میری رائے

استاد کی حالت کا کچھ انداز کریں ہم  
 یا قول پہ کھتا ہے عمل کو وہ مقدم  
 اور مل کے گئے پاس فلمیوں کے باہر  
 تھا رازہ درد کا یہ ہر اک شخص کے محرم  
 بدکاری کا شائق ہے بلاشبہ یہ ہم  
 اور بولے کہ یہ بات نائیس کبھی ہم  
 حکمت میں کہتے ہیں سب بد اعظم  
 جو بات میں کہتا ہوں یا وہ جو نہ وکم  
 پھر دیکھو کہ کیا کہتا ہے وہ سب محظوم

شاگردوں کے جا کر جو یا اے یہ حال	اُن سب یہ کہنے لگا وہ مرجعِ عالم
بدکاری کا شایق ہو بہت نفس مارا	رکھتا ہو بری باتوں کا یہ قصدِ صم
جنمیں نہیں کہہ سکتا ہو لیکن کسی جا	اسطرح دبائے ہوئے رکھتے ہیں اُسے ہم

## دیوانہ کا گھر

ایک دیوانے سے لوگوں نے یوں چبا کر روئے	کہ کہاں اتکے وقت آج کر گیا آدم
اُسے ہنس کر دیا پیچھے والوں کو جواب	وہیں جاؤ گا مجھ کو جہاں ہو جائیگی شام

## حسن ظاہر کوئی چیز نہیں ہے

دیکھی کہ عورت کسی قیڑ کے شاگرد نے	جو نہایت جہیں تھی اور نہایت جھیل
دیکھ کر شخص اُسکو جو حیرت ہو گیا	اتنے میں کہنے لگا اُس سے قیڑ اے عقیل

کیا سب سے حکوم کیوں گھومتے ہو تقدیر	وہ نیو لاد دیکھتا ہوں صنعتِ جلیل
برائے دیکھو جو اسکی اندرونی سطح کو	تو نظر آئے تمھیں کچھ نہایت ہی ذلیل

### مشتے نمونہ خروارے

سرِ عدالتِ مقدسینہ بجاہ و جلال	سیرِ عدل پہ وقتِ فراغتِ یاقوتیں
کہ ایک حکم اعلیٰ وہاں ہوا حاضر	بڑھا یہ شاہ کی جانبِ کجستِ بادیں
جُبِ سکی ریشِ مخفب کو شاہ نے دیکھا	تو اُسکے دلیس ہوا ایک دُعا محسوس
کیسہ کرشنے دیا اُسکو حکمِ موقوفی	کہ راستباز سی تیری میں ہو گیا مایوس

جب اپنے بالوں سے دیتا ہر تو دغا سب کو
تو اور کاموں میں بھی ہو گا مایل سا بس

## حیرت کا مضحکہ

<p>سنئے ہیں اکبار شاہ فیلقوس تھا وہاں پر ایک جراح حویص شاہ سے وہ احق اس دن میں لاپچی تھا چونکہ بجد و حساب فیلقوس اک دن کسی درخت پر تم کو جو لینا ہر لے لو آج کل</p>	<p>ہو گیا خرم گلو میں مبتلا کر رہا تھا وہ علاج اس خرم کا روز فرمائش نئی کرتا رہا دھوکے دے دیکے بہت کچھ نہیٹھا ہنس دیا اور ہنس کے یہ کہنے لگا ہو تھا سے ہاتھ میں میلر گلا</p>
---	--

## دیو جانس کا ایک جواب

<p>کسی نے دیو جانس سے پوچھا</p>	<p>کہ کلبی نام کیوں رکھا تھا ہارا</p>
---------------------------------	---------------------------------------

کیا بہتر یہی ہو نام میرا	کہ ہے اُسکے مطابق کام میرا
کہ میں نیکوں کی کرنا ہو غشامہ	اور اُن کو کاٹ لیتا ہوں جمع ہیں بہ

## دُش ہر کجا کہ شبِ سرِ اوست

دیو جانس کو یہ عادت پڑی تھی	کہ پھرنا شہر کی گلیوں میں اکثر
کسی ایک دن اُس سے پوچھا	کہ اے عاقل حکیم نکتہ پرور
کہیں کیا کوئی تیرا گھر نہیں ہے	کہ اے آرام رہ کر اسیں م بھر
کہا گھر کی اگر تعریف یہ ہے	کہ لوگ آرام پائیں اُس میں رہ کر

تو پھر میں بھی جہاں آرام پاؤں  
اُسی کو فرض کر لیجئے مرا گھر



## عاقل حرص کا بند نہیں ہوتا

<p>اپنی اک خاص ضرورت کیلئے کہنے کوئی تعظیم کی شاہ کی اسنے اٹھ کر ادھر کہا اُس سے میا ختم برہم ہو کر کہ تو آداب فراموش ہوا ہر یک سر میں کہ دل خادمِ خدام کی عزت کیونکر اور کہا کس کا مجھے سمجھا بتونے نوکر مگر اب آجے سنتے ہیں تُو سنئے بہتر</p>	<p>بار اول جو دیو جانس کلی سے بلا ویسے ہی بیٹھا رہا جیسے بیٹھا حکیم اس حبات پکنہ کو بڑا طیش آیا تجھ کو کس بات نے منحور کیا ہر لیا سُجے از راہِ تسانت دیو جس نے کہا اور بھی شاہ کو اس بات پہ غصہ کیا بولادہ اُس کے بتانے کا ارادہ تو نہ تھا</p>
---	--

حرص شہوت کہ سمجھتا ہوں میں م اپنا  
آپاں کے دل جاں سے ہوئے ہیں جاں پر

## جواب ہلاں بشتِ رنجوشی

دیو جانس کو رستہ میں کسی دن کبھی دیتا تھا گانی ترش ہو کر ندمت پر ندمت ہو رہی تھی کوئی بولا کہ اے مردِ خردمند برائی آپ بھی کچھ اس کی کیجئے کہا اس کی ندمت پر رنجوشی	بڑا کہتا تھا کوئی بے حیثیت کبھی کرنا تھا وہ اس کو ملامت مگر خاموش تھا وہ نیک سیرت سکوت اس وقت ہے اک حقاقت کہ ہو لوگوں میں رخِ ب اس کی فضیلت سمجھتا ہوں میں اس کی اک انت
---	--

## مالِ سراف

ایک سرفِ رِخاؤ بن گلی نے کہا	کہ مجھ کو آپ عطا کیجئے من بھر جا پڑی
------------------------------	--------------------------------------

ہنسکے مرنے لگا اس کے اور مرقعہ	نابکھیں نہیں آتی زری فراموش کی
ایک بیسہ کا جب وہ دیکھ کر ناہر سوال	مجھے سے کوسلطے جاندی کی طلب تہی
بولا اسو سے آ کر اپنی تھبے سے سوال	دیکھتا ہوں کہ تنزل ہے دوست تیری
اور لوگوں کو ملتا ہی ہے گا بیسہ	تھبے سے لیکن نہ ملیگی کبھی ہر اک ٹری

## حقوق دوستی

دیو جانس نے دو شخصوں کو دکھا	کہ باتیں کر رہے تھے دونوں ملکر
نمایاں تھا مگر اخلاص امتنا	کہ دونوں تہہ ہے تھے شہر و شکر
پھٹے حالوں تھا اسمیں ایک سجد	مگر تھا دوسرے کا حال بہتر
دیو جانس نے پوچھا کون ہیں یہ	کہ ہیں اس طرح سے اخلاص و کرد
کوئی بولا کہ ہیں یہ دست ایسے	کہ ہیں بدشہ یک جان دو سپر

کما جُست ہیں تو کیا سبب  
اگر اک مفلس ہو انیس اک تو نگر

## غور کے انداز جدا ہیں

<p>بلکہ کیا تھا کوئی فلاطوں کی دن ایا جو زم میں دیو جانس تو اسطرح آتے ہی دنوں پاؤں جو قالین پر اگر اکیا جو پاؤں اسطرح دیر تک کیا کر رہا ہوا دیو جانس حرکتیں اُن نے دیا جو کت ملووس پاؤں کے سکر پات اسکی فلاطوں مگر کرتا ہوا پاؤں پیشیک غور کو</p>	<p>دعو تھے جمیں سر کے صبا بحال کیچر بھری تھی پاؤں میں سر طہو تھو مال تو فرش کو بنار یا کسر خراب حال تو حاضرین نے اس کیا سوال محفل کا کچھ کو پاس نہذریک خیال کرتا ہوں میں غور فلاطوں کو پاؤں ہنسنے کے بعد کہنے لگا وہ جتہ فال لیکن بڑے غور سے کرتا ہوا پاؤں</p>
---	--

## تبدیلِ پیشہ عقل کو نہیں بدلتا

اک مصوٰ نے کیا پیشہ طبابت کا شروع ایک دن اپنے مطب میں تھا وہ مفسرِ علاج اپنی فہم و فراست کے تھے ہم قابل کیونکہ تصویر بتاتی ہے مصوٰ کو خوب	خرد گیری سے زمانہ کی جو عاجز کیا دیکھ کر اسکو دیو جانس کلہی نے کہا چھوڑ دی آپ نے تصویر کشی خوب کیا تبر کی خاک چھپاتی ہے برطینو کی خطا
--	--

## انسان کے عجب دل ہی خوب شاہر

غصہ کے جوش میں اک روز سر راگداز پہلے ہارت بہت صبر و تحمل سے سنی تم کو معلوم نہیں تھے مے عیب ابھی	دیو جانس کو برا کہنے لگا کوئی لیٹم پھر نہایت ہی متانت سے یہ بولا وہ حکیم جانتا ہوں جنہیں میں اور خداوندِ عظیم
--	---

## تفائل کے آزادی سے بڑی دولت ہے

ایک دن کوئی دیو جانش سے یہ کہنے لگا  
 آج دنیا میں شاہِ ایران کا نامانی نہیں  
 اُس سے بڑھ کر کوئی دنیا میں نہیں ہر خوش نصیب  
 اُس کو لاکھوں عشرتیں ہیں اور غم کوئی نہیں  
 جب دیو جانش سب کی سُن چکا لاٹ گزاف  
 سنہں کہہ دیا آپ جو کہتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں  
 مجھ سے اچھی شاہِ ایران کی نہیں ہر زندگی  
 جو میری حالت ہر گز آج وہ اُسکی نہیں  
 اصل میں دنیا میں ساری برکتیں نیست کی ہیں

کوئی شے اچھی نہیں بیت اگر اچھی نہیں  
 اس طرف ہو برعکس لیکن آزادی کیساتھ  
 اس طرف ہو حرص و عشرت لیکن آزادی نہیں  
 اس طرف سامان کافی ہو کافی ہے مگر  
 اس طرف سامان کافی ہو مگر کافی نہیں

### آزاد زندگی غلامی سے بہتر ہو

ساگن موتا تھا اینٹیں کے کدین سقراط	تا کہ تیار کرے شام کے کھانے کو غذا
اتنے میں گزرا دھڑے کوئی شاہی منیر	ہنسکے سقراط نے ازراہ تخریب کیا
خدمت شاہ میں ہوتا اگر لے سقراط	تو یقین یہ ہو کہ ستاج نہوتا اتنا
کچھ نہیں باتیں کہانے پہنچے کیلئے	کبھی بھوکا تھے پاتے ہیں کبھی ہرنگا

اسی صورت کے لئے پیکر دل طے اُسے

سکے سقاطے ان کتب بالآخر یہ کہا

نئے جو مجھ سے کہیں سینہ وہ باتیں

اب جو کہیں ہوں تم ان کو سنو لے را

ساگ پریری طرح تم جو قناعت کی تے

تو غلامی کا نہ تو مایہ کمر میں ٹپکا

## من ضحك ضحاک

ایک دن کسی نے دیو جانس سے کہا

لوگ اُڑاتے ہیں سنی ہی آدمی و جانسی

دیو جانس نے دیا اُس کو تانے کا لوب

جو اُڑاتے ہیں سنی ان کی ہی تہی ہو سنی

## خدا کی بھی موٹی مصیبت نے یاد نہ تے

دیو جانس کبار بیا تے چا کچھ

کہ لگ آئے ملنے کو ہر عیادت

کسی نے کہا اتنا گھبرائے کیوں

کہ جو یہ خدا کی طرف سے محبت



وہ بولا تمھارا اگر قول سچ ہے تو گھبرانے کی ہر زیادہ ضرورت

معتبر لوگ کسی کی بدی نہیں کرتے

نخا تھا ارسطو سے کدن افلاطون  
 پر حال دکھائے استاد کا ارسطو نے  
 کہا فلاسے جو ہر معتبر سے نزدیک  
 ارسطو اسے کہنے لگا کہ اے استاد  
 تو بات بات سے بولا ہی تھی بخش کی  
 بصد کیا دریافت باعث خفگی  
 سنی ہر آج بہت سی بڑائیاں تیری  
 جو معتبروں نے کرتے نہیں کسی کی بھی

زیادہ گوئی کا نتیجہ

کیں ارسطو کسی شخص نے اتنی باتیں  
 کہ طوالت سے وہ تقریر کی گھبرا اٹھا  
 جب وہ پلو خاموش باسید جواب  
 تو ارسطو نے نہایت ہی نیک کہا

یہاں تہ تری تقریر کا اب نہیں  
آخری حقہ تقریر جو مختصر ہے

کیونکہ حیثیت نہ تھا اُسے عرصہ گزرا  
چونکہ ناقص ہر وہ مشکل سمجھ میں آنا

## مخلوق سے خالق کا پتا ملتا ہے

اک ناظر نے سرنوم ارسطو سے کہا  
اُسے برحسبہ دیا پوچھنے والے کو جواب

آپ کیا کہتے ہیں ہستی خدا پر برہان  
خلق سے بڑھ کے نہیں ہستی خالق کا نشان

علم سیکھنے کی محنت گوارا کرو یا جہالت کی مصیبت

برداشت کرو

حلقہ در میں مل تھاموئی طالب علم  
جبر کھینچا وہ ہوتا تھا شریک تعلیم

اُسے اچھے نظر آتے نہ تھے لیکن آثار  
علم کا شوق گرد لیں نہیں تھار نہار

ایسی حالت میں اس شخص کو بد گزری	تو ارسطو نے کہا دیکھئے اُس کو اک بار
علم کا بدھو اگر اُٹھ نہیں سکتا تم سے	تو اُٹھاؤ گے جہالت کی اذیت ناچار

## عدل شجاعت سے بہتر ہے

سکند نے اکدن ارسطو سے پوچھا	کہ اُنے حکمت و صفاتِ نیک محض
بھلا بادشاہانِ عالم کے حق میں	شجاعت مناسب یا عدل بہتر
کہا کیا ضرورت شجاعت کی اُسکو	جو اپنی رعایا پہ ہو عدل گستر

## بیچ سب سے بہتر دوست ہے

کسی نے ارسطو سے اکدن یہ پوچھا	فلاطون ترا دوست ہر لے خرد و
تو کیوں بحث کرتا ہوا تہی تو اس سے	کہ حرفِ سنا آتا ہوا سنی پر

کہا دوست میرا بیشک فداطوں

اگر بیچ مرادوست اُسے بڑھ کر

## فتح ظاہر و باطن

فتح کرتا تھا کسی ملک کو جب اسکندر  
فتح پائی ہر ابھی جہوں نے تو نے اور شاہ

تو اسطوریہ کہا کرتا تھا اُسے اکثر  
اجتا کر سی کم قبضہ بیڑوں کے اوپر

## استاد اور باپ کا تقابل

کہا کرتا تھا نہ میوں سکندر اکثر  
باپ آیا ہر اُسے عالم سفلی کی طرف

باپ بڑھ کے ہوا انسان کا شفیق  
وہ بتاتا ہے عالم علوی کی طریق

## میں تم نہیں

شاہ اسکندر نے ازراہِ کرم کوئی افسرِ جواں موجود تھا اور کہا ہوتا اگر میں حکمراں بولا اسکندر کہ یہ بیچ ہو گر	ایک قیدی کو رہائی دی کہیں ہو گیا دیکھ کر چیں بر جہیں، تو سزا دیدیتا اسکو بالقیس پھوڑتا ہوں اسکو میں میں نہیں
---	---

## اُس جہاں کو بھی ملاوار کے ساتھ

اکن اسکندر بہت لنگ تھا کیا کہوں میں بیچ آتا ہر نظر بولا پھر تم غم سے کیوں ملتے ہو ہاتھ	جب اسطونے سب پہنچا کہا ہمت عالی کو میری یہ جہاں اُس جہاں کو بھی ملاوار کے ساتھ
--	--

## راستی بخوف کر دیتی ہے

ایک عالم بادشاہ کے سامنے شافی اُس کے کہا اور بولفضل لیکن ایسی صاف گوئی پر نہ تھے بولار میں جھوٹا نہ ظالم بادشاہ	کہہ ہاتھ صاف باتیں بیادھرک تیری باتیں سچ تو ہیں بدربنک میرے غصے کا نہیں ہے خوف نہک صاف گوئی سے ہو پھر کنویر جھجک
--	---

## کارکن عہد کی زینت ہوتی ہے

سکندر نے ناراض ہو کر کسی سے اگر حسن کیساتھ اُس نیک دل نے سکندر نے اک روز ہنس کر یہ پچھا	نہایت ذلیل اُسکو سوچی تھی بدست وہ بھی خدمت انجام دی ایک تہیت کہ اس عہد کی تو نے کیا پائی حالت
---	---

سُنی شاہ کی حب یہ طنز پر تقریر	دیا یہ جواب اُس نے باصداقت
کہ عہدِ سوانہاں کی نیت نہیں ہر	مگر اُس سہک کی ہوتی ہزرت

### شمرہ احسان

فجر نے سکنہ کو بتایا کہ فلاں شخص	اکرتا ہو بہت کچی لوگوں شکایت
یہ کچن سکنہ نے جو معلوم کیا حال	پایا اُسے بابتہ آلام و مصیبت
کچن گردنِ فلاں تھی کچن آفتِ فلاں	کچن درپے آزار تھے عمالِ حکومت
جب شاہ کو معلوم ہوا حالِ سب کا	کی حال اُس شخص کے در پر غمت
بند کے جو معلوم کیا حال کچن اس کا	پایا اُسے ہر طرح سے متفرقِ حمت

یہ سن کے کہا شاہ نے محبت سے کہ اگر شخص

میری مے قبضہ میں ہو تو عینِ مذمت

## شرط انصاف

کسی ملازم دیر مینہ کی شکایت کی	کسی لکے سکند کے سامنے اک و ذ
ہم ایک شرطے مانینگے بات کو تیری	جو سن چکا تو سکند نے یہ جواب دیا
تو اسکی بات بھی چہرے لینگے ہم سچے	کہ ہم سے کچھ وہ کہیگا اگر خلاف تے

## انصاف

کیا فیصلہ اُسے کہ بجائے اسے چھپائی	کیا اک چوکو حاضر سکند کی عدائیں
کہ شامائیں چوبی بدل ناخواستہ کی تھی	یُنکے شائے کہنے لگا وہ چور و رُو و کر
خدا کی واسطے عاف کر دیجئے خطا میری	میری نہیں تھی از کتاب جرم کی ہرگز
کہ ہم دیتے ہیں سکو بادل ناخواستہ چھپائی	مناغیر اُسکا تو سکند نے لکھا فوراً



## آزادی قناعت

دیو جانس سے بولا اسکند	کر بیاں جو ہو آزد تیری
دیو جانس نے یہ جواب دیا	ہٹ ذرا دھوپ چھوڑے میری

## جواب معقول

شاہ اسکند نے اگردن از زناہنگی	اپنے بیٹے کو کہیں نایں کا بیٹا کہیا
سکے لڑکے نو دیا فوراً اسکند کو جواب	آپ کو میری ماننے انتخاب تھا کیا

## باہمی فیصلہ بہتر ہے

دو کیونیکس کسی بات پہ ہوتا تھا نزاع	دونوں لڑتے رہے پہونچ جو سکند کر پاس
-------------------------------------	-------------------------------------

تو سکنے کے فیصلہ کر لوبا ہم	دونوں خمش ہو گئے اس طرح سے بخوف اس
میں اگر فیصلہ کر دوں گا تمہارا تو ضرور	ایک خمش ہو گا اُسے کو مگر ایک اس

## معافی و تلافی

سکتہ نے اکبار اک مسخرہ کو	خفا ہو کے اک بات پوری معافی
اذاں بعد کچھ اسکو انعام دے کر	کہا وہ معافی تھی اور یہ تلافی

نااہلوں کیلئے دوسروں کی بُرائی رسائی کا ایک

ذریعہ

غلاطوں پوچھا کہ بزمِ شہان میں	اگر کسے کس طرح کوئی پیدا رسائی
اکیا اُنسے گرنیک طینت ہوئی	تو کرتا رہے وہ برا بڑبلائی

اگر بے ہنر ہو تو لازم ہے اس کو کہ نیکوں کی کرتار ہو وہ بھلائی

## عیب کے آگاہ نہ کرنا خیانت ہے

ایک عاقل کو جو تھا اس کا وزیر سلطنت  
 دے دیا اک بار یہ کہہ کر سندرنے جواب  
 مدتوں سے رات دن تم ساتھ رہتے ہو مرس  
 آج تک لیکن نہ بتلایا کوئی عیب و صواب  
 آدمی سے ایسی ہوتی ہیں خطائیں سیکڑوں  
 جن بہ کر سکتے ہیں از روئے فراست اعتساب  
 لامحالہ خاموشی سے لازم آئے دو سبب  
 اور اُنھیں دو کا نتیجہ ہو گا وہ بہ عتاب

یا نہیں سمجھے خطا کو یا چھپا یا آپ نے  
ایسی حالت میں نہیں جاہل تو خائن ہیں جناب

### باہمی فیصلہ بہتر ہے

اگر کشمور گہی اک مسئلہ پر حکموتیں  
سائنہ نے کہا اُننے کہ تم خود فیصلہ کر لو  
بڑھی یا بت دو یا شاہی میں گیا جھکڑا  
ہمارا فیصلہ دونوں کو راضی کر نہیں سکتا

### مردانگی کی سب سے پہلے بادشاہ کو ضرورت ہے

کتنی شہنشاہ کیا کرنا تھا جس کی کشی  
خیر خواہ ہونے جو اس بات سے رکھا اسکو  
خود بھی میدان میں جاتا تھا سائنہ اکثر  
تو سائنہ نے انھیں روک دیا کہ یہ کر  
اور خود میں لڑو حق یہ ہم سب کو چاہیے

# عربی لاوری کو نہیں گھٹاتی

اُس کے گھوڑے کو جو دیکھا کہ ہر زبان لنگڑا	اکیس ہی ہو سخت سکند نارضی
ہر میدان میں ثابت قدمی کا اکا	دبستہ کہا نے کہ لے شاہ جہاں

## حاکم و محکوم کے کام

جو ثابت ہوئی بزم میں جواب	اکیس شخص نے ایسی تقریر کی
نہایت ذلیل اور نہایت خراب	مگر تھا وہ پہنے ہوئے اک لباس
لباس اپنا ایسا ہی کہ انتخاب	کہا شہ نے جیسی کہ تقریر ہے

اُکھا اُس نے میں نے کیا ایک کام  
اکیس دوسرے کام پور اجنباب

## صلہ خیر خواہی

<p>روانہ کیا تھا کوئی ایلچی          ہوئی بھیجکر اسکو تشویش سی          لہذا مناسب ہوئی داپسی          کہ شہ نے مجھے کیوں اجازت دی          مجھے کوئی پروا نہیں جان کی          ترے روکنے کا سبب ہی</p>	<p>سکند نے ایرانیوں کی طرف          مگر چو کہ تھا وہ بڑا جاں نثار          کہ ایسا نہ ہو مار ڈالیں اُسے          جو لوہے ہو تو یہ کی اُسے عرض          خدا کی قسم شاہ کے کام میں          دیا شاء اُس کو ہنسکر جواب</p>
---	---

## دھوکا دیکر لڑنا شجاعت کے منافی ہی

<p>کہ کر آج کی شہج عد پر شجوں</p>	<p>ہی کیا بشیر نے سکندر کو صلاح</p>
-----------------------------------	-------------------------------------

سکین یا بشیروں سے سکند نے کہا	میرنجی آہش ہو میں فتح کی چوٹی تک پہنچوں
-------------------------------	---

زیرِ نیت کو شجاعت سے کوئی واسطہ نہیں

سا ان تقریٰ طلانی میں غرق تھا پچھلے چھپڑے فوج سکند کے خوف سے دیکھا یہ حال جب سکند نے یہ کہا جس فوج میں نازِ نعمت عیش ہو دنیا کے خروبینوں نے نہ پایا آج تک ہر فتح کی نوید یہ دشمن کی آفتاب	روزِ مصاف لشکر دارا کا ہر سوار ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر تھا بے قرار لے حملہ آوران و دلیران نامدار تم ایسی فوج کو نہ کہو فوجِ زہینار دیکھا نہیں سے عیشِ دنیا عت کو پہنکار ہمت کرو بڑھو کرو خوفِ زہینار
--	---

## اقتضائے ہمت

<p>سکندر نے کیں جب فتوحات پیہم          کہ اب بھی اگر مجھے تم صلح کرو          بشیر اس لپختی ہوئے اور یہ بولے          سکندر نے اسے کہا یہ کہ بیشک</p>	<p>تو دارا نے دُر کر سکندر کو لکھا          تو دیدارِ خشی سے تمہیں کچھ علاقہ          کہ شاہانہ اس سے صلح کرنا          سکندر نہ ہوتا تو میں صلح کرتا</p>
--	---

## منظرِ عبرت

<p>دیکھا گورشاں میں اسکندر نے اک شہزادہ کو          وہ بولا چاہتا ہوں میں نہیں ہوتی مگر</p>	<p>پوچھا کیا دیکھا یہاں پر تو نے کہ ہر اعزیز          ہدیوں میں ماں شاہیوں اور غلاموں کی میسر</p>
---	---



# لیاقت شاہی

پوچھایہ سکندر سے دم نزع کسی نے	بعد آپ کے کس شخص کو ہم شاہ بنائیں
بولاکہ وہی قابل شاہی ہو یقینی	جس شخص میں جو دہوشاں انداویں

## کسی کو ہمارا نہ بنانا چاہئے

اک راز بتایا تھا سکندر نے کسی کو	اُس شخص نے اوہ کو بھی راز نہ بتایا
جس وقت سکندر یہ ہوئی بات ظاہر	در بار میں اُس شخص کو فوراً ہی بلایا
پوچھا کہ بتاؤ تمہیں کیا اسکی نزدیں	کیونکہ ہر اک شخص کو ہمارا نہ بنایا

وہ بولاکہ اے شاہ اے کیوں میں چھپانا  
جس راز کو خود آپ نے مجھ سے نہ چھپایا

## اطاعتِ الدین

<p>مرد تو بچہ دس میں اک فن پڑھتا رہا  مرد تو بچہ دس میں اک فن پڑھتا رہا  سکے رہنے کے لئے اپنے باپ سے فوراً کہا  سکے رہنے کے لئے اپنے باپ سے فوراً کہا  بائپ نے شکر گیتا خانہ لڑکے کا جواب  بائپ نے شکر گیتا خانہ لڑکے کا جواب  سخت اس حال میں سکو بہت رہا  سخت اس حال میں سکو بہت رہا  بائپ چو گیا تو بولا موقع دیکھ کر  بائپ چو گیا تو بولا موقع دیکھ کر</p>	<p>پڑھ کے گھر آیا تو اس کے باپ نے اس کا  پڑھ کے گھر آیا تو اس کے باپ نے اس کا  اک دن راستہ تو دو سیکھے ہیں کیا علم وہ  اک دن راستہ تو دو سیکھے ہیں کیا علم وہ  میں نے جو سیکھا ہو وہ معلوم ہو جائیگا  میں نے جو سیکھا ہو وہ معلوم ہو جائیگا  سخت یہ ہم ہو کے مارا اسکو از رو عتاب  سخت یہ ہم ہو کے مارا اسکو از رو عتاب  کچھ خاموشی سے وہ لڑکا مگر سنتا رہا  کچھ خاموشی سے وہ لڑکا مگر سنتا رہا  لے پڑ میں نے جو سیکھا ہو یہی جو وہ ہنر  لے پڑ میں نے جو سیکھا ہو یہی جو وہ ہنر</p>
---	---

حالتِ دہلوم سے گوسرا پاؤں جوش ہوں  
آپ لیکن بار بھی ڈالیں تو میں خاموش ہوں

# صورت کے سیرت کے کوئی اثر نہیں پڑتا

بیوی کو ایک حکم نے اذیت دے نا خوشی	تنگا کے خوش غم میں طلاق دی
ناراض ہو کر کہنے لگا اس پر ایک دوست	اچھی نہیں لگی مجھے حرکت یہ آپ کی
بیہوش کے آپ نے کیوں دی اسے طلاق	حالانکہ وہ حسین و جمیل تھی
ہنس کر کہا حکم نے اے میرے پیارے دوست	جو تیری کو میری دکھائی کہ کیا خوب ہے بنی
لیکن خیر نہیں ہر تجھ اسکے باوجود	کس جہاد کو کہاں ہے یہ پاؤں کا پتی

## خود داری

ایمان شاہ عظیم موسیٰ دربار میں کہن	تو اقلیدس قاصد دیافور اجواب کا
کہ جسے میر گھر تک شاہ کو آنے نہیں دیتی	دہی تو میر گھر لے کے ہوئے ہر استامیرا

## استغنا شجاعت کا ایک جزو ہے

<p>کہ بہت عورتیں کر لیجئے مہرم میں داخل کوئی قفل کوئی کامل ہو کوئی ہو فاضل ایسی تدبیر کا ہرگز نہیں ہوں قایل عورتوں کو جو کس طرح سے آخر مایل عورتوں کو کہ جسے نفقہ کوئی کیا حاصل</p>	<p>دی ایک بار شیریں نے سنا کہ کو صلاح تا کہ پیدا ہوا بہت سکی کی اولادِ عید سچ کر انکو دیا شاف نے جرتہ جواب کبھی دے دوں کہ جو خاطر نہیں لایا ہو کبھی جو کہ مردوں کی شے کا طلبگار نہ ہو</p>
---	---

## لا تجماعا تے ہیں تو گدھے ہیں شر

<p>ایک جنگ میں کسی پیر کے نیچے جا کر اتفاقا ہوا اس سمت سکندر کا گور</p>	<p>سوا تھا کوئی نیناں کا مشہو طبیب گو سراہ گذر تو وہ نہیں تھا لیکن</p>
---	--

کھو لکر آگے سکند پ نظر کی اُس نے	پھر اسی طرح سے ایٹار ہا بیخوف خطر
جسے مایل تعظیم نہ پایا شہ نے	غصہ کے جوش میں اکت ٹھ پڑی ٹھوکر
جو نمک اُس نے کہا کون ہر تو لے ظالم	شاہ نے اسکو بتایا کہ میں اس سکندر
وہ کہہ لگا ممکن ہو سکند ہو قمر	لات جواتے ہیں تو گدھے ہیں اکثر

### بڑوں کو حمایت کی ضرورت ہے

اک شخص جسے لوگ برا کہتے تھے اکثر	فاشین نے دربار میں کی اُسکی حمایت
اس طرح سے عامی جو بڑے شخص کا پایا	فاشین کو کرنے لگے لوگ ہمت
اور متفق اللفظ کہا سب نے یہ سے	جو لوگ ہیں انکی حمایت ہے حماقت
چلے نہ دلا نہ بڑھے سے جو اپنی	فاشین بنسہا اور کہا نہیں کہ نصرت
جو دہر میں حمایت کی ضرورت ہے انھیں کو	نیکوں کو نہیں کوئی حمایت کی ضرورت

## مزنا بھی مفت نصیب نہیں ہوتا

فاشین چغندر کا الزام لگایا  
تجویز ہوا یہ کہ اسے زہر دیا جائے  
جلاد نے جس وقت دیازہر کا پیالہ  
کنے لگا جلاد سے دے زہر مجھے اول  
جلاد یہ بولا کہ یہاں زہر نہیں ہے  
فاشین نے اک آن کی اونہیں کے یہ بولا

اور قتل پکا ہوا ہونی اُس کے حکم سے  
بہتر ہے قتل کی اس شخص کے صورت  
فاشین کو محسوس ہوئی زہر کی کلفت  
ہوا کہ بہت جلد مری ختم مصیبت  
بازار سے لا دوں جو دم کھجے عنایت  
افسوس کہ مرنے کی بھی لہجائی قیمت

## جواب جاہلاں باشد خموشی

لڑا جاہل کوئی شخص سے کہ تو لوگوں سے

کہا اُس کہ کہئے آپ بھی بات کا غم ہے

اگر سنجیدگی سے نہ خاموشی ہی تیرا  
ہم اُس مجمع میں ہیں جہاں کلمہ ہے

دولت کا خرچ کرنا پیدا کر کے زیادہ دشوار ہے

مال کچھ جمع کیا ہے کسی احمق نے کیس  
جاتا جن میں تو لوگوں کے کہتا کہ جتنا  
ارٹھمیدس سنی ایک دن اسکی شیخی  
اگر سب میں تو تھی عقل کی حیات تھی  
غیر آتا تھا اس بات کے اوپر اکثر  
عقل کے زوے سے یہ کیا ہر ذرہ  
تو یہ کہنے لگا اُس شخص کے فوراً ہنس کر  
خرچ کچھ تو کھلیں عقل کے پورے جوہر

فاضل ماتحت جاہل افسر

بزرگ چہرے پوچھا یہ ایک جماعت نے  
کیا جواب ماتحت خود جو فاضل ہے  
کہ کون سے زیادہ ہر دم کے قابل  
اور اُسکا افسر بالا چندی اور جاہل

## دوستی بے ایمانی کیلئے نہیں کی جاتی

کسی حکیم کو اکبار دوست نے اُسکے	کیا تھا کرنے پر اکیسے کام کے مجبور
کہ جس نے اسکی دیانتت صرف اتنا تھا	اور اُسے بتا تھا خائن جہاں میں مشہور
لہذا دوست کے ہنس کر یہ کہہ دیا اُس نے	کہ ہوں میں کر نہیں دے کام ایک دم مفید
جو مجھ کو دوست بنایا ہو اپنے اپنا	تو چور بننا مجھے کس طرح سے منظور

## خوئے بد را بہا نہا بسیار

اک گدا نے ایک بابا اک شاہ سے	التجاک کی اور بچکا اک درم
شاہ نے ہنس کر دیا اُس کو جواب	اک درم تو میری تمیشت سے کم
وہ گدا بولا کہ دیجئے اک ہزار	اُس کے شایان شاہ جو یہ رقم



شاہ بولا دیں مگر کس طرح دیں	تیری حیثیت سے بڑھ کر کچھ کو ہم
-----------------------------	--------------------------------

خدا کے یاد کرنے والے دوسروں کو بھجواتے ہیں

کسی شاہ نے ایک عابد سے چھپا	کہ ہکو کبھی یاد کرتے ہو دم بھر
کہا اُس نے جھپٹ لیا ہوں خدا کو	تو اُس روز تم یاد آتے ہو اکثر

بنامی کو زیادہ بڑھنے دو

مُنہ سے ہیں اک مرتبہ ایمرس میں کسی	کی مجمع احباب میں پرس کی شکایت
پرس نے سنا جب توبہ مشور سے بولا	تجویر کر اُسکے لئے کوئی عفویت
سکھنے لگے شہر بدرا کو گیا جائے	پرس نے کہا یہ تو کچھ اچھی نہیں صورت
بہتر جو کہ ایمرس کے بجائے کہیں باہر	مرد و بے تاکہ یہیں سکی بہت

## عوادت کی درست فطرت کو بھی لیتی ہے

جاتا تھا فلموں کے ملنے جو کوئی شخص  
 یا تا تھا قیافہ میں اگر کوئی بُرائی  
 اس کے تہہ سقراط جو ملنے گیا اس کے  
 اور جب کے فلموں کی عرض کہ اس شخص  
 یہ اسکے فلموں کے غرض سے جو جھانکا  
 سقراط کا اچھا نہیں پایا جو قیافہ  
 نو کرنے جو سقراط کو پیغام سنایا  
 جا اور ابھی جب کے فلموں سے فوراً  
 گو بھوتی ہر صورت عیاں میری رہائی

پہلے وہ قیافہ نظر کرتا تھا اکثر  
 تو اس سے کسی طرح نہ ملتا وہ خود  
 تو روکن یا حاجب نے اسے دیر  
 کچھ باتیں کیا جا رہتا ہوا پس مل کر  
 اچھے نظر کے نہیں سقراط کے تہہ  
 اسکا کرنا ملنے سے اس بات کے اوپر  
 سقراط یہ کہنے لگا اس بات پہ سنکر  
 کہہ دے کہ نہیں گرچہ قیافہ مرا بہتر  
 لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ تو مجھ کو بلا کر

یہ دیکھ کہ اخلاق خبیثہ کی رشتی	انسان کی فطرت کی بد رشتی ہو کیونکہ
--------------------------------	------------------------------------

علم سرِ علم ہی کی طرح سیکھا جاتا ہے

بلا پر لوچھا اقلیدس کی تعلیم سوس اکن ارادہ ہو کہ سیکھتے کچھ مرنے اس علم کہ ہم بھی نام لکے دم بھر اس حکیم بنک طنبی نے	کہ علم ہند کس طرح آتا ہو کہسانی بتا کوئی طریقہ جو معمولی سے معمولی کہا اس نکشا ہی ٹرک کوئی نہیں جانتی
--	---

پیشوش کو سمجھانا بے وقوفی ہے

اک شرابی کو ملائکے کوئی بار بار دیکھا اقلیدس تو ناصح سے کہنے لگا شوخی سمجھاؤ اسکو جو کوئی سمجھے مگر	اُس کے کہتا تھا کہ تلو دو مینا چاہئے اسکے سمجھانے سے تم کو شرم نہ آیا چاہئے جو نہ سمجھے اسکے سمجھانے سے نہ آیا چاہئے
---	--

## غصہ کو بڑھانا بیکار ہے

کوئی دشمن کے اقلید سے یہ کہنے لگا	زکات دوں جب تک مجھے خیر و فوج حرام
بڑا اقلید میں کہو توں تر غصہ تنیک	میں بھی تنیک کر نہیں سکتا ہوں کوئی کام

## ایجاد کی قدر جو بے زیادہ کرو

دائری کی ایک شے کل کی ایجاد میں	ارٹھمیدین لکھ میں ایک دن مشغول تھا
اتفاقاً آگے گھیر دشمنوں نے اس کو جب	اور بے قصد اس کے قتل کر نیک کیا
انٹرمیڈینس کہا سرکٹ لومیر لکھ	دائرہ میز بچا لوی بہت کام آئے دگھا

## تو ہم پرستی قابل مضحکہ ہے

اگر تیرے کیڑے کما کے ایک روز چھوٹے کورے کاٹا ہو چھپنے سے سحر کاج	بہو بچے گی ضرور کاج مجھے کوئی اذیت یہاں ہو باس ہو دلیر سے مہیت
کیٹونے کہا یہ تو ہو اگر تا یہ ہے اکثر بہتہ لے لے کاٹے تو ہو دلیر سے مہیت	

## زندگی خرابانی درِ عمرِ شباب لے

کہا اک روز ارسطو نے کسی عیاشی پڑھے سے  
 کہ عیاشی میں کیوں بیکار اپنی عمر کھوتا ہے  
 یہ کیوں عیبوں عیبیوں کا اضافہ کر رہا ہے تو  
 ارے ظالم بڑھاپا خود سسر پانسیب ہوتا ہے

## بخیل سرف کے اچھا ہر

کسی بخیل پہنستا تھ اُسکا دلو کوئی	جو اس حکم نے دیکھا تو یہ کیا اُسے
بجائے بخل کے اسراف وہ اگر کرتا	بجائے پسینے کو حالتِ سُکی تو روتے

## ظلم کا انتقام ضرور لیا جاتا ہے

زمینوں میں تھا بڑا ظالم کوئی فرمانبردار	خون کے درم بھر رہی تھی تھجی کی آستین
اُسے بولا ایک دن کوئی حکیم خیر خواہ	جو میں کہتا ہوں وہ اور کرو سکا یقیں

بچا ہے دنیا بھر کو کر دو قتل جوشِ قہر میں

مر نہیں سکتا مگر تم سے تھا راجا جانشین

## شکست کینہ کو اور بڑھاتی ہے

سنا گیا ہے کہ کبار شاہ کیا کوس	تھا اپنے ایک مخالف سے برسرِ پیکار
کیا غم نے دورانِ جنگ میں تحریر	کہ مجھے لڑنے میں اتنی نہیں جڑا کہ عار
وہی ہیں آپ پہلے لڑے تھے مجھ سے	شکست کھا کر ہوئے تھے بحال زار و زار
جو یاد کرتے وہ ذلتِ شرم و رسوائی	تو آج جنگ کرتے پھر آپ یوں زہار
کیا جواب میں تحریر شاہ نے اُسکو	کہ ہم بھی جنگ و جدل جانتے تھے ویں پکار
اگر وہ ذلتِ خواری جو یاد آئی ہے	اسی سبب اٹھائی ہے آج پھر تلوار

جو اپنی حفاظت کر سکے وہ دوسرے کی کیا حفاظت کر سکا

شکست کد کوئی قوم اہل جرم سے	علاقہ اپنا تھا جتنا تمام کھو بیٹھی
-----------------------------	------------------------------------

پھر اے ساحلِ ابنِ حبیبِ ہونی آباد	تو کی فرانس نے لڑنے کی اُسے نیاری
سببِ پوچھا تو لکھا اے حکومتے	کہ تم سے جنگِ جدل کا فقط سبب ہی
کہ جسے اپنے علاقہ کو ہاتھ سے کھوایا	وہ قوم غیر غلام کو کیا بھجھالے گی

## بدولیت کی محبت اور عدولیت کہاں ہے

اک مبدولوار نے یونان میں اکبار	پکھڑ ہڑیا باپ کو روٹی میں ملا کر
سُسر سے ہوئی اُسکی کیسٹری لڑائی	کر کر کے ملامت یہ کھانے بگڑ کر
جو لوگ ملامت سے ہماری نہیں ڈرتے	نقصان اٹھاتے ہیں اشخاص مقرر

سُسر نے کہا سختی گو تیری ملامت  
لیکن وہ نہیں ہے تیری روٹی کی برابر



# کان سُنتے کیلئے ہیں

سُنتا نہ تھا اسکو ایک دگستاخ	سُسر کرنا تھا کچھ نصیحت لیکن
حالانکہ تھاکے کان ہیں سُوراخ	سُسر نے کہا کہ کیوں نہیں سنتے تم

# بڑھوئی مخالفت قابلِ عقیدہ نہیں

ہوئی ایک بڑھوئے کو جو ناگوار	نئی کوئی سُسر نے تجویز کی
کہ کہنے لگا از رہ انتشار	یہاں تک ہے ابرہم اُسامات پر
ہو ہے نہ ہو کام نہ یہ پیار	کہ اے شاہ جب تک میں زندہ ہوں

تو سُسر بولا کہ یونہی سہی  
کرینگے تری موت کا انتظار

## غفلت کی سزا

دیکھے اسکندر نے شب کو اکیبار	پہرہ پر سوتے ہوئے دو پہرہ دار
فرض سے غافل جو یوں پایا انھیں	سوتے سوتے قتل کروایا انھیں
دونوں کے لاشوں کو بے جاں ٹھوکر	جلد یا یہ کہہ کے شاہ نامور
میں نے جس صورت میں دیکھا انھیں	وہی حالت میں جب چھوڑا انھیں

## جان بچی لاکھوں پائے

ایک دن یونان میں کانائی نے	خط بنایا سطانا طونیقوس کا
دوڑ میں سیکڑوں چکر دئے	جس سے منہ پر خون نکلا جا بجا
در تک کرتا رہا یونانی ستم	خط بنا کر جب ذرا فارغ ہوا

اسکو اُجرت سے زیادہ کچھ دیا  
 سلطان طونیقوس سے کہنے لگا  
 آپ نے مجھ کو کیا عطا کیا  
 ہنس کے بولا وہ حکیم باصفا  
 صرف جاں بخشی کا دیتا ہوں صلا

تو حکیم نامور نے دفعتاً  
 تائی پیسے کچھ زیادہ دکھ کر  
 میری اُجرت اس سے کم ہو اُجاب  
 جب سنا تائی سے اُس کا یہ کلام  
 جانتا ہوں آپ کی اُجرت مگر

## ہمت کسی بات کی پُرانی نہیں کرتی

بخشنے سایل کو ڈھائی لاکھ درم  
 سنکر اس کو وہ ہو گیا برہم  
 جس سپنج جائے یہ کثیر رقم  
 جتنے بخشنے تھے اُس قدر درہم

اک تو مگر نے از رہ بخشش  
 جب ملا حیرت رانچی کو حکم  
 دل میں سوچا کہ کیا کروں تدبیر  
 اسلئے رہ گزریں ڈھیر کئے

تاکہ آقا بلدے اپنا حکم	ہو کے مقدار مال سے محرم
دیکھا آقا نے جب کہ وہ انبار	ہنکے بولا کہ یہ درم ہیں کم
کردوان کو دو چند تم فوراً	کہ نہ عجوب ہوں گدا سے ہم

ایمان کیلئے ہم و جادوؤں ضروری ہیں

تشریف سے بھی ایک ن کہنے لگے	تم تو یوں خوش ہو کہ کھینچے فکری نہیں
بڑے سید سے عکس آتے ہیں ملول	جیسے کوئی رستم کی اسید بقی ہی نہیں

متاع دنیا کسی کی ملک نہیں

یہ دیکھا حضرت عیسیٰ نے اک ن دو حرفیوں کو  
کہ اک قطع زمیں کے باب میں باہم اشارے ہیں

یہ کہتا ہے کہ میری ہر وہ کہتا ہے کہ میری ہے  
 لڑائی کے مینا الغرض اسباب سب سے ہیں  
 کہا حضرت نے ٹھمر واک نیا جھگڑا بھل آیا  
 زمیں ہم سے یہ کہتی ہے کہ یہ دونوں ہمارے ہیں

### عبادت خدا پرستی کا نام ہے

<p>ایک ایسی قوم صالح پر ہوا ان کے لئے          جو جھکا دیکھتی تھی مجھے میں سرنام و حجر          کیا ہڈی جھکا کہ تم لوگوں کے ذریعہ ہر اثر          اور شے کیا ہو جھکا خوف آٹھوں پہ          اور جھکا خوف ہو کہو ہر جا رستہ</p>	<p>بیت پرست کا نشانہ سفر میں ایک بار          جو رہا کرتی تھی حضرت عبادت رات دن          اپنے پوچھا کہ کیوں عبادت کی تو          اس بات سے تعجب کہ تیرے کی امید ہو          بے جا امید ہو کہو ہر جنت کی امید</p>
---	--

حضرت علیؑ بہت افسوس کرنے لگے	آج تک اصل حقیقت کے ہونے سے خبر
خوف مخلوق سے مبدعہ مخلوق کی	الغرض اب تک نہیں پہنچی غرات تک نظر

عاشقانِ الہی سوائے خدا کے کسی کو نہیں دیکھتے

سنا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام	کیا کرتے اکثر پیادہ سفر
کسی نے کہا ایک دن آپ سے	کہ لے لیجئے اک گدھا آپ اگر
تو پھر کیوں سفر میں یہ تکلیف ہو	جو اکثر گزرتی ہو اب آپ پر
وہ جب کر چکا ختم اپنا کلام	تو حضرت یہ بولے کہ اے پیغمبر
نہیں ہیں میں کچھ اس قدر بد شعور	نہیں ہیں میں کچھ اس قدر خیر و سر

کہ ڈالوں کبھی اک گدھے کی طرف  
خدا کی طرف سے نظر بھی پڑے کہ

## خدا کو آزار مانا ہے ادبی ہے

<p>کہ خود کو تو پہاڑی سے گر لئے تجھے کس طرح مرنے سے بچائے یہ دیکھے نصیحت کے سنائے کہ وہ اپنے خدا کو آزار مائے</p>	<p>کہا شیطان نے عیسیٰ سے اگر روز تو پھر دیکھوں کہ وہ اللہ تیرا ہنسے اور ہنسکے آنحضرتؐ کو کسی بندے کو یہ زیبا نہیں ہے</p>
---	--

## اخلاق ہر انسان کیلئے ضروری ہے

<p>تھواریوں کے ہاتھ جواز بعد طعام زیبا تھا کہ ہم دیتے خدمت انجام میں نے بھی اسی لئے کیا ہو کلام</p>	<p>محفل میں ہلائے حضرت عیسیٰ نے کہنے لگے دبست تم سب جواری حضرتؐ نے کہا کہ سچ ہے یہ بات مگر</p>
---	--

# بدی چھپ نہیں سکتی

ایک حاکم کو دی گئی رشوت  
 کہ مٹنے لگی جو خیمہ سر دُنیا  
 مرتشی بولا میں نہیں اور تم ہو  
 تو پھر آپ ہی بتائیں مجھے  
 بولا حاکم کہ یہ غلط ہے جناب  
 مجھ کو معلوم آپ کو معلوم

مُسترد کر دی اُس نے یہ کہہ کر  
 حُسنِ آئینہ گامیری غرت پر  
 تیس لکھ روپی تھی نہیں بے بشر  
 منکشف ہو گا راز یہ کبھی  
 محسوسم راز ہو چکے اکثر  
 آسمان کو خبر نہیں کو خبر

اب ذرا آپ غور فرمائیں  
 چھپ سکے گا یہ راز پھر کبھی



## لباس پر فخر کرنا بیجا ہو

پوستیں لنگا ہوتھا جس کے پاس	پھرتا تھا اک شخص اتراتا ہوا
فخر کیا کرتا ہوائے حق ناشناس	دیکھ کر اُس کو یہ بولا اک حسیکس
آج تو پہنے ہوئے ہو وہ لباس	کل جسے پہنے ہوئے تھی ایک بھڑک

## نسب کی صحیح پہچان

جو اک بار لڑکا بطور لاس کا	لڑائی میں دشمن سے لڑنے گیا
کہ مارا گیا آج بیٹا مڑا	کسی نے بطور لاس کو خمی بھرا
تو مرنے میں اس کے تعجب ہو گیا	کہا باپ کا اپنے بیٹا تھا وہ
کہ زندہ تو ہے قید میں پڑ گیا	اگر بعد کو جب ہوئی یہ خبر

تو ہنس کر یہ کہنے لگا وہ حکیم کہاں اپنی ماں کا بھی بیٹا وہ تھا،

## زور پر گھمنٹ کرنا بجا ہی

رہتا تھا یونان میں اک پہلوں  
رات دن رہتا تھا مٹھن گزان  
تھا کہین محو علی ایک دن  
یہ بتاؤ تم مجھے اے مہرباں  
بولائیں اک روز مردہ بیل کو  
ناز سے اُسے دیا جب یہ جواب  
بھائی یہ تو کام معمولی سا ہے  
ہو زیادہ سے زیادہ بیل تم

جس کو طاقٹ پر بڑا ہی ناز تھا  
روز و شب کرتا تھا وہ اپنی شنّا  
اسپہ جالینوس نے اُس سے کیا  
کام کیا سب بڑا تم نے کیا  
پیٹھ پر تنہا اٹھا کر لے گیا  
ہنس کے جالینوس یہ کہنے لگا  
بیل خود حامل ہی اپنے بوجھ کا  
آدمیت سے مگر کیا واسطہ

# تَعْيِّنِ مَسْرَحَاتِ

فلاطون نے پوچھا بتا اے عزیز  
کہا جب نہونیک بد کی تمیز

ارسطو سے دورانِ تقریر میں  
کہ کب مزا انسان کو چاہیے

## اَبُو الْهَوٰی

کہ اے نیک دل دو نہیں کہتے رَس  
جو سب سے زیادہ وہی ابو الہوس

کہا ایک عابد سے انکحاس نے  
بِأَمِّدِ حُبِّتِ جَو طَاعَتِ کرے

## آخِرُ فَنَّا آخِرُ فَنَّا

خاص کوئی خوابِ بنوائی تھی

اُرد شیر با بکاں نے ایک بار

جس میں دولت خرچ کی تھی ہتھیار	اور کچھ باقی نہ رکھی تھی کمی
اک حکیم حکمت رس نے دیکھ کر	شاہ سے بے انتہا تعریف کی
شاہ نے پوچھا کہ سچ کہہ اے حکیم	تو نے اس میں عیب بھی پایا کوئی
وہ حکیم حکمت رس بولا کہ ہاں	غور کرنے پر کھلا اک عیب بھی
اور وہ یہ ہر کہہ اک دن اس سے تم	جا کے پھر اسمین آؤ گے کبھی

## تجارت بادشاہوں کا کام نہیں ہے

ہرگز کو حسنہ لہجی نے لکھا	اے مالک تاج تخت دولت
لائے تھے یہاں پر چند تاجر	موتی خوش وضع خوبصورت
تو شاہی حسنہ دانیے کچھ	موتی وہ خریدے تھے بہ وقت
اب آیا ہے اور ایک تاجر	درتیا ہے وہ انکی دونی قیمت

مٹا ہے یہ نفع بے ادیت  
ہے یہ اک قسم کی تجارت  
تو کون کرے گا پھر حکومت

ہو حکم تو بیچ لوں انھیں میں  
ہر مرنے جواب میں یہ لکھا  
لیکن جو یہ پیشہ ہم کریں گے

## انصاف

عہد قباد میں کہیں بائی گئی تھی ایک لاش  
قال بد شعار کی سب کو بڑی تلاش تھی  
پھرتے رہے لوگ جا بجا شہر میں ٹھونڈتے ہوئے  
پھر بھی کسی طرح کہیں چل نہ سکا پست کوئی  
ہو نہ سکا جو کو تو ال پائے میں اُسکے کامیاب  
تو کس بے خطا کے سر ساری خطا یہ تھوپی نہی

دامِ بلا میں غویبِ حجب ہوا اس طرح سے قید  
 کھائیں ہزار ہا قسم کر کے بہت سی عجزی  
 پھرنے کیا کچھ التفاتِ حاکمِ وقت نے مگر  
 اور سزائے دارِ بھی اُس کے لئے لکھی گئی  
 تختے پہ سولی کے اُسے جبکہ چڑھا دیا گیا  
 تو بڑھا چیز بنا ہوا بھیڑ کو ایک آدمی  
 اور کہا کو تو ال سے میں نے کیا ہوا سکو قتل  
 بے سبب اس غیبِ سر کو جس کی کہ یہ سزا ملی  
 اسکو پکڑ کے کو تو ال لیگیا پاس شاہ کے  
 شاہ نے سُن کے انکا حالِ دونوں کو کر دیا بری  
 پوچھا سبب یہ کہا شاہ نے کو تو ال سے

چھوڑ دو ان کو کیونکہ ہر عدل کا مقتضایہی  
مجسّم قتل ہے تو یہ لائق رحم بھی تو ہے  
ایک کی اسنے جان لی ایک کی اسنے جان دی

## صلہ احسان

ہوا سوار جو کسری برابرے برسرِ شکار  
بحال خستہ بحال تباہ زار و زار  
زمین کھوکے تھا لال کیا تھا اک تیار  
اٹھا رہا ہے بھلا کیوں نہ جنت بیکار  
نہ دیگی فرصت تھی اصل تجھے زہار  
کہ اے شہنشاہِ گیتی پناہ نیک شعار

منسا گیا ہو کہ فضل رب سے یک رو  
نظرِ اُسے خجل میں کوئی نہ خرو  
لگا رہا تھا وہ زیتوں کا دخت کوئی  
یہ دیکھ کر کہا کہ نے اُسے لے بٹھے  
پھلے گا تیرا لگایا ہوا شجرِ جنک  
دیاجو اب بڑھے نے شاہ کو فوراً

<p>             ہمارے پہلوں نے جتنے لٹکائے تھے اشجار              ہمارے دیکھ کے لوگ ان کو پائیں گئے یار              درم دے گئے تھے کو سچا پڑھار              کہا بعض بولے شاہِ اطلبِ انوار              سے رختِ پیم بھر میں کیا یہ بار              نہ پہنچے نہ دے پھر درم کو دیکھے شام              کہ ایک زمانہ میں پھلتے ہیں اشجار              کہ یہ رخت بھڑا کہ وقت میں بار           </p>	<p>             پھل انکے کھائے ہیں بڑی بڑی قسمت              اسی طرح نے ہو دے جہم بگائے ہیں              سنی پات کو کسر نے زہر مانا تو              ملے درم تو مر سکتے سا نہ تھیتے نہ              رخت بھاتا ہو بیک عم کی کنکین              یہ کس کی شاہ نے جزو کہ تو بے بس              خوشی میں تھے زو شیر اس پھر کہنا              مگر خدا کی عنایت کھلے اے شاہ           </p>
<p>             سلہ ز شیریں جب کسی کی بات پر "زہ" کہتا تھا تو فوراً چاہنہ              درم انعام دے جاتے تھے           </p>	



# رعایا کا متمول ہونا بادشاہ کی خوشی کا باعث ہے

محبوبوں نے شاہ کسریٰ کو لکھا	آپ کا جو ہے فلاں تحویل دار
اس قدر پیدا کیا ہے اُس نے زر	ہو نہیں سکتا ہے کچھ جس کا شمار
جتنا اُس کے پاس ہے آج آناز	گنج شاہی میں نہیں ہو زینہار
اُن کو کسریٰ نے لکھا اس کا جواب	مجھ کو اس سے کچھ نہیں ہو سنج و عار
بلکہ میں خوش ہوں کہ میرے عہد میں	لوگ ہیں مجھ سے زیادہ مالدار

موت سے کس کو رستگاری ہو

آج وہ کل ہماری باری ہو

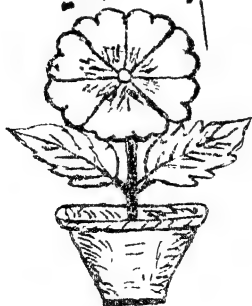
اے کس شخص نے کسریٰ کو دیا یہ فردہ	کہ خدا نے ترے دشمن کو اٹھایا شاہ
-----------------------------------	----------------------------------

شاہِ ناس کے کہاتو نے کہیں بھی سنا  
کہ ہمیشہ کیلئے اُنھے ہمیں چھو دیا

دنیا میں عقلمندوں کی تعداد کم ہے

کسی نے کہا شاہ بہلول سے  
کہا اُن کا گنا تو دُشوار ہے  
کہ کر شہر کے احمقوں کا شمار  
اُنھیں کیوں نہ گئے جو ہیں ہوشیار

قلعات تمام ہو اب رہائیات ملاحظہ فرمائیے



# رُباعیات

کوئی گل عیش چن لیا ہو شاید  
 مشکیں نفس اُس سے ہو گیا ہو شاید  
 سنتا ہوں کہ کچھ روز جیا تھا میں بھی  
 کچھ یاد نہیں یہی ہوا ہو شاید

ظالم دم نزع بھی آیا افسوس  
 افسانہ غم نہ سننے پایا افسوس  
 تھی جذبہ دل سے ہم کو اسی امید  
 افسوس عجب فریب کھایا افسوس

---

جانا نہ کسی نے معنی مطلق کو  
 اس سبز و سپید و سرخ و استبرق کو  
 بیکار نہیں ہیں یہ بسترِ فرقی  
 برحق سمجھے اگر تو سمجھے حق کو

پی خوب شراب اور معشوق سے مل  
 بیکار ہو کل کی فکر آج اے غافل  
 کل کام پڑے گا بے نیازی سے ترا  
 ہیں سب یہ خیال اور عمل لا حاصل

---

عاشق نہ ہو کوئی تو پھر ریا سے کیا  
 مشتاق نہ ہو کوئی تو دیدار سے کیا  
 آنکھیں بھی جسکے پاس ہوں اے آسما  
 اُس کو ظلمت سے کیا اور انوار سے کیا

وقف آلامِ عجب و حسرت  
 انسانِ سب کی بھی کیا قسم ہے  
 آتی نہیں موت بے سب کے  
 مری کی بھی اک مقدرِ قیمت ہے

---

ہر گز دل اپنا بیوفاؤں کو نہ دے  
 آئینہ صاف خود نماؤں کو نہ دے  
 بیگانے تو بیگانے ہیں پھر اے آہی  
 تو اس کا نشانِ آشناؤں کو نہ دے

قبل سکے کہ زندگی کا برہم ہو نظام  
وہ کام کرو کہ ہو نہ خفت انجام  
جس کام کو کل پہ ملتے ہتے ہو  
شاید کہ نہ کر سکو گے کل تم وہ کام

---

اسرار وجود خام و نابختہ ہے  
جو گوہر بے بہا تھے ناسفتہ ہے  
ہر اک نے فضول اسمیں تقریریں کیں،  
جو نکتے کہ گفتنی تھے ناگفتہ ہے

کس طرح ہر اک وفا سے دیوانہ ہو  
 کیونکر ہر اک خرد سے بیگانہ ہو  
 سو قرن میں بھی نہ ہو گا پیدا اسی  
 وہ مرد کہ جس میں خوئے مردانہ ہو

---

ہر عالم فانی میں فقط امتداد وجود  
 ہیں عالم باقی میں نمائش کے حدود  
 تم عباد جو سنتے ہو یہ ہر فرضی نام  
 دراصل یہ ہر کہ ہر فقط وہ معبود



کچھ بھی نہیں ہیں یہ کفر و ایمان دونوں  
 کچھ بھی نہیں یہ گبر و مسلمان دونوں  
 جب راز حقیقت سے اٹھیا پردہ  
 رونے لگے ہو ہو کے لاشیاں دونوں

---

سر سبز نہ ہو سکے گا یہ داغ نہ حرص  
 معمور نہ ہو سکے گا ویرانہ حرص  
 اک طرف شکستہ بنکے خالی ہوگا  
 جتنا کہ بھر گیا کوئی سپاہِ حرص

سو سال کرے تو شادمانی بالفرض  
 سو سال کرے تو کامرانی بالفرض  
 مرگ پیری سے پھر بھی ہو گا دو چار  
 سو سال بھی ہو جو زندگانی بالفرض

---

جو دل ہو یہاں غموں کا گنجینہ ہو  
 داغوں سے بھرا ہو جو سینہ ہو  
 میں بھی حیران ہوں اور جہاں بھی حیراں  
 آئینہ کے سامنے اک آئینہ ہو

ہونٹوں کو منہ ہی سے آہ سینا ہی پڑا  
 جام مے رنج و غصہ پینا ہی پڑا  
 موت اپنی مراد پر نہ آئی افسوس  
 اوروں کی مراد بن کے جینا ہی پڑا

---

وہ جلوہ بہ دیدہ یار ہو جائیگا  
 راز اس کا سب آشکار ہو جائیگا  
 ہم آئینہ ہیں تو وہ خود ہیں آہی  
 احسن رہم سے دو چار ہو جائیگا

ہیں جاہل محض گرچہ با عرفاں ہیں  
 سچے ہیں ہنوز گو مطول سخاں ہیں  
 آموختہ کے سوا نہیں آتا کچھ  
 یعنی دانا تو ہیں مگر ناداں ہیں

---

ادنیٰ ہیں اگرچہ ہم بہت اعلیٰ ہیں  
 پتھر ہیں دراصل ظاہر اہلیر ہیں  
 اک حرف نہ بجز تمام کے معلوم نہیں  
 خاتم ہیں کہ صفت منظر اسما ہیں

کیا روئے جو شام غم میں تنہا روئے  
 کیا روئے جو چشمِ نم سے دریا روئے  
 ایذا طلبی یہ جاہتی ہے آری  
 ہم رو میں تو ساتھ ساتھ دنیا روئے

---

اب علم و نہر سے سخت حیرتوں میں  
 حیراں ہی نہیں بلکہ پریشان محسوس میں  
 پرسان نہیں اس جنس کا دنیا میں کوئی  
 آئینہ فروش شہرِ کوران میں

دلکش ہو جہاں کس قدر دیکھے تو  
 ہیں اہل بہر بہت بہر دیکھے تو  
 دنیا کے ہر اک چاہ میں اک یوسف ہے  
 لیکن کوئی صاحب نظر دیکھے تو

---

شایانِ ملامت دو عالم ہم ہیں  
 مستوجبِ طعنہاے پیہم ہم ہیں  
 رکھتے ہیں چراغِ کعبہ بتخانہ میں  
 بدنام کن دودھِ عالم ہم ہیں

خوش آئے تھے اس جاں سغناک چلے  
 پاک آئے تھے اور سخت ناپاک چلے  
 اس آمد و شد سے کیا نتیجہ نکلا  
 کیا خاک آئے تھے اور کیا خاک چلے

---

و عموئے جورہ عشق میں کافی ہو جائے  
 تقریر جو وجہ سیمینہ صافی ہو جائے  
 جو دار چہرہ چڑھ جائے وہ منصوبہ بنے  
 جو برہنہ پا ہو بشر حافی ہو جائے

خلوتِ راحت کا تن پینا کیسا  
 جامِ صہبائے عیش پینا کیسا  
 ہم ہیں اور دردِ یاس و نا کامی ہر  
 مرنا بھی نہیں نصیب جینا کیسا

---

اگر علم کا اک ورق میسر ہو جائے  
 انساں کو نہ چاہیے کہ خود مر ہو جائے  
 آجائے جو انقلاب کا اک جھونکا  
 شیرازہ کوئین ابھی اتبر ہو جائے



اس عشرت بڑا سچا خوشدل کیوں ہو  
 اس کلفت جانگزا سے بسمل کیوں ہو  
 یہ کچھ نہیں دونوں پہنچ ہیں اے آستی  
 اے مرد خدا خدا سے غافل کیوں ہو

---

رنگ عشرت نے ہم سے یرنگی کی  
 نغموں نے ہمارے خارج آہنگی کی  
 جس مینہ میں اک جہاں سما سکتا تھا  
 آخر میں بس سے اُسنے دل تنگی کی

سامانِ راحت کا کوئی موجود نہیں  
 اک چیز بھی پاس حسبِ مقصود نہیں  
 لیکن یہ خیال اک بہشتِ دل ہے  
 معبودِ خدا ہے اور معبود نہیں

---

وہ نقطہ نور اگر نہ پیدا ہوتا  
 کیوں دائرہ فلک ہویدا ہوتا  
 محبوبِ خدا اگر نہ بنتے احمد  
 والہ ہوتا کوئی نہ شیدا ہوتا

پیغام خدا کا پہلے آدم لائے  
 احسن میں بشارت ابن مریم لائے  
 سب نبیوں کے پاس نامہ بے خاتم تھا  
 احمد ہمراہ نامہ خاتم لائے

---

جو گور پرستی میں ہوئے ہیں مسرت  
 وہ دین کی راہ سے ہیں گمراہ کدست  
 اللہ نے ہم سن ان میں کھا ہر فرق  
 ہم زندہ پرست ہیں وہ سب مردہ پرست

ہم سن کر اولیاء و اختیار نہیں  
 ہم ان کے شید و مثل اثر انہیں  
 لیکن خالق کو چھوڑ کر اے آرسی  
 مردوں سے اعانت کو طلب گار نہیں

---

ہر کون و فساد سے زمانہ کا نظام  
 ہر صبح کے ساتھ میں لگی ہر اک شام  
 جھونکا ہوا کا زندگی اے نفل  
 جھپکی ادھر آنکھ اور ادھر کام تمام

مطب فانی ہوا اور ساقی فانی  
 تو اور ترا ہر اک مُسلاقی فانی  
 بے بود ہو بود اس جہان کی آہی  
 باقی باقی ہے اور باقی فانی

---

ہر نرم میں اک قسیرے حاصل تھا  
 یہ باعث ہنگامہ صد محفل تھا  
 جیسے گزر رہا ہو تو لے غافل  
 پُشت غبار بھی کسی نِ دل تھا

حیران زمانہ کو بنایا ہم نے  
 اک نغمہ بے صدا سنایا ہم نے  
 اُمّیں ہم میں مثال تصویر  
 جو جلوہ کم کچھ نہ تھا دکھایا ہم نے

بے بود میں شان بُود پیدا کرنا  
 اور ظاہرِ حسنِ خود میں خفا کرنا  
 کاغذ کی طرح آگ لگائے دل میں  
 اگر چاہے ہزار طرح جسلو کرنا

جھگڑا ہی مروت کا نہ پالا ہم نے  
 احباب پہ بار اپنا نہ والا ہم نے  
 در ماندگی و فسادگی میں آہی  
 سایہ کی طرح خود کو سنبھالا ہم نے

---

کب تک یہ غموں کے ٹھنڈی سانسیں بھرنا  
 کب تک یہ بچ اور تاسف کرنا  
 کب تک مرنے سے یہ تنفر آہی  
 کب تک اس زندگی کے اوپر مرنے

افسانہ شوق متصل کہتا ہوں  
 کہنے سے نخل ہوں اور نخل کہتا ہوں  
 سمجھا نہیں قافلہ مرے مقصد کو  
 میں بانگ جس میں دردِ دل کہتا ہوں

---

عصیاں میں زمانہ بھر غالب ہوں میں  
 شر سے یک جان اور دُعا غالب ہوں میں  
 و خجہ شش نہیں ہے کوئی یارب  
 آمرزش بے سبب طالب ہوں میں



اس سے پہلے کہ تیرے دل کو توڑیں  
 اس سے پہلے کہ باگ تجھ سے موڑیں  
 لوگوں کو تو خود ہی چھوڑے اے آستی  
 اس سے پہلے کہ لوگ تجھ کو چھوڑیں

---

مامون بلا ہوں اور خطر میں ہوں میں  
 منزل پہ پہونچکے رگزر میں ہوں میں  
 ہوں رشتہ تسبیح کا دانہ یعنی  
 اپنے گھر میں ہوں اور سفر میں ہوں میں

تھے زلیٹے اپنے ہاتھ سے دھوئے ہم  
 اپنی ہستی پہ خوب ساوئے ہم  
 تھی مثل شرار زندگی کی فرصت  
 آنکھیں کھولیں تھیں کہ پھر سوئے ہم

---

کچھ درد و الم جہاں سے کتنا ہوگا  
 کچھ رنج فشارِ قفسِ سہنا ہوگا  
 کچھ روزاڑیں گے خاک بن کرِ عمت  
 سوچ سے اس جہاں میں مہنا ہوگا

ہیں گرچہ ہزار رنج سہنے والے  
 ہم پھر بھی ہیں بات منہ پہ کہنے والے  
 ہم تجھے دبے ہوئے ہیں لیکن اے چرخ  
 نالے نہیں تجھ سے دب کے رہنے والے

---

سب کو دم سرد اس جگہ بھڑا ہے  
 سب کو اسی ایک حال میں مڑا ہے  
 جو بندہ حق نہیں وہ ہر بندہ نفس  
 بندے کو غرض کہ بندگی کرنا ہے

نکتہ ہر ایس میں بات کچھ بیش نہ کم  
 اطلاق ہو اسکا سب پڑہ تم ہو کم ہم  
 ہستی سے تمہاری خود فنا ہو ظاہر  
 اے مثل سراب نقش بدن عدم

---

یا نعموں کی صوت جانفزا نکلی گی  
 یا مالوں کی صوت جانگزا نکلی گی  
 جب تک باقی ہے گایہ تار نفس  
 دل سے ترے اکشاک صدا نکلی گی

کیوں ہستی بے بقا پہ اتر آتا ہے  
 کیوں نشہ سے تیرا سر بھرا جاتا ہے  
 آئینہ میں اپنے عکس کو دیکھ ذرا  
 اک اور جہاں میں نظر آتا ہے

راحت دنیا میں رُف کے آساں نہ سمجھ  
 آرام کا اس جہاں میں امیکاں نہ سمجھ  
 جب باغ میں کوئی گل نظر آئے بھٹکے  
 دل ریش سمجھ اُسے تو خداں نہ سمجھ

بے لشکر و فوج بادشائی کرے  
 بے مسند و تکیہ کبریائی کرے  
 دنیا سے جو بے نیاز ہو جائے تو  
 اک دلق مرقع میں خدائی کرے

---

قدرت کا تری بندہ دیر سینہ ہو نہیں  
 اتری کے کمالات کا گنجینہ ہو نہیں  
 تو مجھے ہر ظاہر اور میں تجھے ہوں عیاں  
 تو آئینہ میرا تیرا آئینہ ہو نہیں

تھے دور حیات میں خوشی سے محروم  
 آخر کو ہوئے اجل کے اپنی محکوم  
 القصہ یہی ہمیشہ محتاجِ مسرور  
 اور عیش و سرور کا زمانہ معلوم

---

تذیسیں کبھی مفید ہوتی بھی ہیں  
 اکثر یہ تیرا وقت کھوئی بھی ہیں  
 دلنگ نہو کبھی تو ان سے آسی  
 دریا میں حباب بھی ہیں موتی بھی ہیں

ہوتی ہے خوشی کی صرف غم سے تائید  
 بعدِ رضاں ہمیشہ آتی ہے عید  
 ہوتا نہ یہی اگر تو ہوئے کیونکر  
 کفار کے ہاتھ سے مسلمان شہید

---

عاشق بھی ہو اُمید سے مڑ بھی ہو  
 اور اُس میں خیال دوست کا نور بھی ہو  
 میں اس دلِ مبرا سے خوش ہوں آہی  
 مونسے بھی ہو یہ شجر بھی ہو طور بھی ہو



اے زاہد خود نماز راخوت تو کر  
 اتنا تو نہ ہو سر کو جھکا کر خود سر  
 ہنستا ہے زمانہ اور روتی ہو عمر  
 اس تیری نماز اور ترے روزہ پر

کب کوئی کسی کاموں میں بہم ہو  
 بنیاد وفا کی سخت ناخکم ہو  
 لیکن ترا غم ہو تیرے دل کاموں میں  
 باقی ہے اگر یہ غم تو پھر کیا غم ہے

در اصل ہوا ہر اب یہ قصا حادث  
 کیسا کوئی قدیم کیسا حادث  
 تھی علم الہی میں ہمیشہ سے یات  
 گویا کہ قدیم سے ہر دنیا حادث

شاید غم سے کبھی فشرودہ ہو جائے  
 شاید گل کی طرح فسرودہ ہو جائے  
 زندہ ہی جو آج دل تو دل شاد نہ ہو  
 ممکن ہے کہ آج ہی یہ مُردہ ہو جائے

جنت بھی اگر نہ تو جنت لمبائے  
 نعمت بھی اگر نہ تو نعمت لمبائے  
 سب کچھ ہر وہ یکے واسطے آسہی  
 دل کو اگر ایک آہ حسرت لمبائے

دن رات وہی شورشِ غم اور وہی تاب  
 دن رات وہی مصیبت اور رنج و غلاب  
 رونے میں کہاں سونے کی فرصت آسہی  
 ہر کج خیال خواب اک نقشِ بر آب

انساں کیلئے یہ عمر فانی ہے موت  
 انساں کیلئے یہ زندگانی ہے موت  
 ڈرتے ہیں جوانی میں عبث مر نیسے  
 سو موت کی ایک یہ جوانی ہے موت

---

جاتا ہوں تری گلی سے زاری لیکر  
 آشفۃ سری و بقیار ہی لیکر  
 دل مفت نہیں دیا ہی تجھ کو لینے  
 جاتا ہوں میں تیری یادگاری لیکر

اللہ کے یہ جذبہ کی بے اثری  
 اللہ کے یہ درد اور یہ خونین جگری  
 دریوزہ کے واسطے نہیں ہو کا سہ  
 کا سہ کیلئے کرتا ہوں دریوزہ گری

---

مشکل سے یہ شکل خوشنما نکلی ہو  
 مشکل سے یہ صورت دلربا نکلی ہو  
 ہستی و عدم کامل گیا ہو جب ساز  
 تب نیست کی جانفزا صدا نکلی ہو

کتنی عیسے ربے بقا نکلی ہے  
 کیا اس کو سمجھ رہا تھا کیا نکلی ہو  
 آئینہ کو دیکھ کر یہ جانا میں نے  
 ہستی میری عدم میں جا نکلی ہو

اس دل میں کبھی خوشی کا عنوان دیکھا  
 اس دل میں کبھی درد کا سامان دیکھا  
 قصہ اسی میں عمر گزری آہی  
 اک بحر میں سوجھ کا طوفان دیکھا

اس ذکر خوارق و کرامات کو چھوڑ  
 اس فخر کو چھوڑ اس مباہات کو چھوڑ  
 باتیں کرنا ہیں گرنے تھے اے زاہد  
 کچھ اور ہی ذکر کز خرافات کو چھوڑ

---

ذوق تجرید میرا سرمایہ ہے  
 زنگ تفرید میرا پیرایہ ہے  
 تنہائی ہے میری صرف ہدم میری  
 ہمسایہ مرا فقط مرا سایہ ہے

مانا کہ تو ہر راز نہاں کو سمجھا  
 مانا کہ تو راز و چہاں کو سمجھا  
 کیا فائدہ لیکن اس سمجھ سے آہی  
 اب تک جو نئی چیتاں کو سمجھا

---

طے منزل غم کو عمر بھر میں نے کیا  
 اس راہ کو قطع بخاطر میں نے کیا  
 ہر آبلہ پا کی طرح اے آہی  
 اس دشت میں سر کے بل سفر میں نے کیا



اک محفل عیش میں ہوا یہ سر گذر  
 دیکھا اک خشک پھول کو نجم پر  
 پوچھا میں نے کہ کیوں تلاتے ہیں تجھے  
 بولا کہ چمن میں منہں لیا تھا دم بھر

---

وصلت کا کوئی اثر نہ دیکھا میں نے  
 دیدار کا کچھ ثمر نہ دیکھا میں نے  
 میں آئینہ جمال و بس نہ نکلا  
 اُس نے دیکھا مگر نہ دیکھا میں نے

ہمت جو ذرا دم ٹھہرائے تو چلیں  
 یہ درد یہ اضطراب جائے تو چلیں  
 ہستی ہے فقط غبارِ راہ مقصود  
 دم بھر یہ غبار بیٹھ جائے تو چلیں

---

یہ جام بدست و توبہ برب کیا ہو  
 یہ عشق بتاں یہ شور یارب کیا ہو  
 کیسی ہے الہی یہ تلون کیشی  
 میں کون ہوں اور میرا مذہب کیا ہو

سب کو موہوم اور مخفیٰ سمجھو  
 موجود جہاں وجود اول سمجھو  
 جو نقش بجز ایک کے آملے نظر  
 تم اسکو فریب چشمِ احوال سمجھو

---

باتوں میں تو اختیار شیرینی کر  
 اظہارِ نیاز و عجز و مسکینی کر  
 خواہش ہو جو آنکھوں میں جگہ پانے کی  
 لے مردم دیدہ ترک خود بینی کر

اک زحمت نارا ہو راحت کیا ہو  
 اک کلفت غم فرا ہو عشرت کیا ہو  
 دل سا عجب سہمی گرے آہی  
 جب ٹوٹ گیا تو اسکی قیمت کیا ہو

کیا سُرخ ہو کتنا خوشنما ہے لالہ  
 جتھ کو معلوم ہو کہ کیا ہے لالہ  
 لالہ سے بھی بڑھ کے تھا وہ گل لے آہی  
 جس لالہ کی خاک سے اُگا ہے لالہ

بے کلفت دل فشار میں رہتا ہوں  
 بے نشہ مے خمار میں رہتا ہوں  
 طاعت نہیں اور اُمید آفرش ہی  
 بے وعدہ کے انتظار میں رہتا ہوں

---

پہلے سے جو تھی وہی ہوا اب تک  
 جو رنگ کہ تھا وہی جا اب تک  
 مدت سے شراب خون دل پتیا ہوں  
 پیانہ دل مگر بھرا ہے اب تک

ہے ہستی چند روزہ کیا مایہ شر  
 اس رنج سے بہ گیا جگر خوں ہو کر  
 دنیا کے قیام میں بھی لاکھوں آفات  
 اور اس سے زیادہ سخت عقبے کا سفر

---

دل مٹ گیا آہ نارسا باقی ہے  
 طاقت نہیں نالہ و بکا باقی ہے  
 کچھ حال نہیں ہو مجھ میں اور ہو ہی حال  
 اب ساز نہیں رہا صدا باقی ہے

افسانہ سوزش بھائی نہ سنو  
 حال غم و رنج رند گانی نہ سنو  
 مین آپ اب اپنی ناخوشی سو خوش ہوں  
 اچھا نہ سنو مری کھانی نہ سنو

ہستی و فنا کے غم سے بالا ہوں میں  
 موت اور حیات سے مبرا ہوں میں  
 خود اپنی غرض کے واسطے ہوں جو ہر  
 دانے میں شجر شجر میں دانا ہوں میں

میں روزِ سحر کو سینہ شق ہوتا ہوں  
 اور شام کو خوں جوں شفق ہوتا ہوں  
 اس ہستی بے ثبات کے غم میں مدام  
 شبنم کی طرح عرق عرق ہوتا ہوں

راحت میں کبھی تلف ہوئے بہبودہ  
 کلفت میں پڑے ہے کبھی آلودہ  
 گلگشت خیال کرتے کرتے آسہی  
 ہم گردشِ رنگ سے ہوئے فرسودہ



وہ سر بھی نہیں ہوش و ابھی نہیں  
 وہ یاس وہ درد روح فرسا بھی نہیں  
 جتنی کہ خرابیاں تھیں سب ہم نے تھیں  
 دنیا میں نہیں ہیں ہم تو دنیا بھی نہیں

---

اس طرح بنائے شعر ڈالی میں نے  
 گویا کہ نئی راہ زنگالی میں نے  
 بیلے اڑائی تھی روش جو میری  
 بیل کی وہی روش اڑالی میں نے

جاری ہر مری شرا بخواری ابتک  
 رو د اور سرود سے یاری ابتک  
 گوبال سفید ہیں مگر باقی ہے  
 دل میں ہوس سیاہ کاری ابتک

---

فغموں میں بھی ہے صدائے ماتم باقی  
 ہو وصل میں بھی فراق کا غم باقی  
 دریا ہونٹوں پر آ گیا ہے لیکن  
 ہر آب بھی وہ شنگی کا عالم باقی

بخود بھی ہیں حیران بھی ہیں انجان بھی ہیں  
 عاقل بھی ہیں عالم بھی ہیں نادان بھی ہیں  
 نیرنگی جلوہ ہائے اصنام کو دیکھ  
 بتخانے میں کچھ لوگ مسلمان بھی ہیں

---

اس زہد کی آبرو ڈبولے پہلے  
 وامن کو شراب سے بھگو لے پہلے  
 پھر دل سے صفائے دل کی کوشش کرنا  
 آلودہ معصیت تو ہولے پہلے

ہنستے ہوئے آئیں اور رُلا تے جائیں  
 دلداری کو آئیں دُل دکھاتے جائیں  
 احباب کی شان ہو یہ آستی صاحب  
 ایک ایک کو آپ آزمائے جائیں

---

رنجوں کی طرف خوشی کو مائل کر لے  
 مایوس بن اور مراد حاصل کر لے  
 ملتی ہے اسی طرح حیات ابدی  
 جا موت کو زندگی میں شامل کر لے

میں پس کے ہوا خنا کی صورت پابوس  
 اُمید بڑھی ہے سب سے ہو کر مایوس  
 ہوں بلخ جہاں میں بید مجنوں کی طرح  
 ہوتی ہوں مرے یہاں ترقی معکوس

---

انجام سرور و رد و کلفت نکلا  
 رہنا دنیا میں سخت آفت نکلا  
 پڑتے ہی طمانچہ معنی اجل  
 اس دائرہ سے صدا کی صورت نکلا

ہو لاکھ اگرچہ آج تو فرزانہ  
 آخر میں کہیں گے تجھ کو سب دیوانہ  
 پیانہ عیش جلد بھر کر پی لے  
 بھرتا ہو وگرنہ عمر کا پیانہ

---

جز حُسن یہاں عیاں نہیں ہے کوئی  
 جز عشق یہاں نشاں نہیں ہے کوئی  
 پاتری کے سوا نہیں کسی کا بھی وجود  
 یا میرے سوا یہاں نہیں ہے کوئی

جب دل ہی نہیں رہا تو ارماں کیسا،  
 جب درد نہیں رہا تو درماں کیسا،  
 عنہا سے جہاں سے میں سراپا غم نہیں  
 اب دل میں کوئی خوشی کا ساں کیسا

---

ہر دم جو بدلتی ہے زمانہ کی ہوا  
 پھر رُود و بنود کا ہے تجھ کو غم کیا  
 موجود جو شے ہے اُسکو معدوم سمجھ  
 معدوم جو شے ہے اس کو موجود بتا

آسی چُپ رہ سخن طرازی کب تک  
 افسونگری اور فسانہ سازی کب تک  
 اظہار حقایق اور سخن گوئی میں  
 اے مرد خدا خیال بازی کب تک





## تتمہ از مصنف

کون سی شاعری بذات انگیز ہے کس سے تاثیر و تاثر  
 پیدا ہوتے ہیں۔ اور کون سی شاعری ملک و قوم کی مفید خدمات انجام  
 دے سکتی ہو۔ شعر کی بندش کیسی ہونی چاہیئے۔ اس میں کس قسم  
 کے الفاظ لائے جائیں۔ اور کن سے احتراز کیا جائے۔  
 مضامین مطالب میں کس قدر صفائی اور کہاں تک گہرائی کی  
 ضرورت ہے یہ ایک طویل بحث ہے۔ جس کی نہ یہ چھوٹی  
 سی کتاب متحمل ہو سکتی ہے۔ نہ یہاں اس کی ضرورت ہو۔  
 اور نہ میں لکھنا چاہتا ہوں مگر یہ لکھنا ضروری ہو کہ میں نے  
 کیوں اس قسم کی شاعری کی طرف توجہ کی۔ اس پر بھی جب غور  
 کرتا ہوں تو ایسے مہتمم بالشان اسباب نہیں معلوم ہوتے جن کی

تفصیل اور تشریح و توضیح کے لئے کسی بڑے مقدمہ یا تتمہ  
 کی ضرورت ہو۔ صرف اتنا کہ عرصہ سے یہ خیال تھا کہ کوئی  
 اخلاقی کتاب نظم میں لکھی جائے مگر جب اس خیال کے پورا کرنے کا  
 ارادہ ہوتا تھا۔ تو ساتھ ہی ساتھ یہ بھی سوچتا تھا کہ اخلاق و  
 حکمت کے نکات کو کیسے ہی شاعرانہ اور رنگین الفاظ میں بیان  
 کیا جائے۔ پھر بھی انکی خشکی دور نہیں ہوتی۔ اسکی وجہ نہیں  
 ہے کہ الفاظ کا اثر جاتا رہتا ہے۔ بلکہ طبائع عموماً مضامین سے  
 کچھ زیادہ مانوس نہیں ہوتیں اور سعدی و سبطار مولانا روم۔ اور  
 سنائی سے ناصح روز پیدا نہیں ہوتے۔ بس یہی خیال تھا کہ جسے  
 ارادہ کو مدت تک ارادہ ہی کی صحت میں رکھا۔ اتفاق  
 سے ایک دن یہ خیال پیدا ہوا کہ مشہور زمانہ حکماء کے خیالات  
 سر سر شعر بیت لبریز ہوتے ہیں۔ ان کو نظم کرنا چاہیے۔ ان میں

مضامین بھی ہیں اخلاق بھی ہے۔ رموز و حکمت بھی ہیں۔ سادہ  
 شعریات بھی۔ ان کو اگر نظم کے سانچے میں ڈھلا جائے تو انکی  
 دلکشی بڑھے ہی گئی کم نہ ہوگی۔ اس میں بھی صرف اقوال  
 وہ دلکشی نہیں رکھتے جو انھوں نے بغیر کسی تحریک کے  
 کہے ہیں۔ بلکہ مکالمہ کی صورت میں جو کچھ انھوں نے کہا ہو  
 وہ سونے اور سُہاگے کا عالم رکھتا ہے۔ اس مکالمہ میں بھی  
 اُس مکالمہ کو ترجیح دی گئی۔ جس میں ایک مذہب شش ظرفیت  
 شامل ہو جس سے نہ صرف سُنتے والے کے دل و دماغ محفوظ  
 ہوں نہ صرف روح کو تقویت اور سترت حاصل ہو بلکہ نصیحت  
 کی تلخی شیرینی سے بدل کر دل و دماغ کو گوارا ہو جائے۔ اس  
 محدود خیال کے لئے مضامین کا مواد اگرچہ کم ہے۔ مگر بھر بھی  
 تجسس اور تلاش کی جائے تو دفتر کے دفتر تیار ہو جائیں۔

جمع کر نہیں مجھے بعض کتابیں ملیں جو میرے مقصد کے لئے بھی مفید  
 ثابت ہوئیں۔ بہر حال دو چار اقوال نظم کر کے اہل ذوق احباب  
 کو سنائے۔ داد ملی بہت بڑھی۔ اور آخر کار اس کام کو مفید  
 سمجھ کر کتابی صورت میں لے آیا۔ میرے لئے خود فیصلہ کرنا دشوار ہے  
 کہ میں اس اہم فرض کی انجام دہی میں کامیاب ہوا یا نہیں اور  
 کامیاب ہوا تو کہاں تک مگر میں نے منہ جہ ذیل باتوں کا خیال  
 ضرور رکھا ہے۔

(۱) اغراق۔ غلو۔ مبالغہ سے بالکل احتراز کیا ہے۔

(۲) تشبیہات اور استعارے جو ایشیائی شاعری کے لئے  
 روح رواں بن گئے ہیں۔ اور جنہوں نے ایک جگہ اگر زور کلام  
 بڑھایا ہے تو سیکڑوں جگہ شعر کے دقت کے دقت غارت کر دئے ہیں  
 ان سے میں نے حتی الوسع قطع نظر کیا ہے۔

(۳) روانی اور صفائی کا خصوصیت سے خیال کیا ہو  
 اسی لئے زبان میں ناموں کا الفاظ نہیں آنے دئے  
 (۴) اس کی بجز مختلف رکھی ہیں تاکہ طبیعت پر  
 ایک رنگی کا بار نہ پڑے۔

(۵) ایجاز و اختصار کو نہ صرف اسی لئے مد نظر رکھا ہو  
 کہ ظرافت کی جان ہے۔ بلکہ مبالغہ کے اندیشہ نے انتخاب  
 کی طرف جانے ہی نہیں دیا۔ دوسرے قاری یا سامع کی خاطر  
 نازک کا خیال ہر وقت اس کا سدا رہ بنا رہا ہو۔

(۶) بحرِ ان مستند ہستیوں کے جن کی عظمت آج بھی  
 دنیا کی نظر میں اتنی ہی ہے جتنی ان کی زندگی میں تھی۔ عوام و جمہور  
 لوگوں کے اقوال کو قطعاً نظر انداز کر دیا ہے

(۷) حسبِ راقواں لئے گئے ہیں وہ ان مستند کتاووں کے

ہیں جن کا نظر تحقیق میں اعتبار قائم ہو چکا ہو۔ اور اُمید ہے کہ  
قائم رہے گا۔

(۸) جہاں تک اندازہ کیا جاتا ہے۔ کوئی مکالمہ ایسا

نہیں ہے جس میں اخلاق و ظرافت ملی ہوئی نہ ہو

(۹) بعض انبیاء کے اقوال بھی قلم مٹے ہیں مگر اس کے

اُمید نہیں ہے کہ کتاب ہر فرقہ اور ہر طبقہ کے لئے مفید رہے گی  
اور مذہبیت کے رنگ میں رنگی جائیگی۔

(۱۰) یونانی حکماء کے نام بحروں کے بڑی مشکل سے مطبع

ہو سکتے ہیں۔ مگر سخت دقتوں کے باوجود بھی بعض جگہ اس

مطالعہ و بحث کی زنجیروں سے آزاد ہے ہیں۔ وہاں مجبوراً

حکیم ہی لکھ دیا گیا ہو۔

یہی ہیں وہ تمام باتیں جو خصوصیت کے ساتھ نظر

رہی ہیں۔ اور میری سماعی کو ان میں دخل ہے۔ اسپر بھی  
 یہ بتا دینا ضروری ہے کہ سہل زبان کا خیال رکھنے کے  
 باوجود بھی بعض الفاظ ایسے ہیں جو شاید بعض نقادوں کے  
 نزدیک ادق ہونگے یا دوسری طرح سے اُن کی زبان پر  
 ہونگے۔ مگر یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ مختلف فیہ طریق  
 استعمال الفاظ پر انصاف کبھی یک طرفہ فیصلہ کی اجازت نہیں  
 دیتا۔ میرا اختراع نامقبول ہو تو ہو لیکن اگر میں نے ایک  
 فرقہ کا اتباع کرتے ہوئے دانستہ اور جائز سمجھ کر کچھ الفاظ  
 ایسے استعمال کئے ہیں۔ یا کسی جملہ کی ترکیب میں لغت وکی  
 زبان اور خیال سے غلطی رہا ہوں تو یقیناً وہ قابل ملامت  
 نہیں ہے ذیل میں اس قسم کے جملے یا الفاظ مجھ پر درج  
 کرتا ہوں جو شاید میری عدم واقفیت پر مبنی کئے

جائیں

(عیاشیوں) بجائے عیاشی (تک) بجائے تک  
 (کلبہ تار یک) کلبہ ذرا غیر مانوس سا لفظ ہے دیکھ کر لقمان  
 کی بد صورتی کو ایک دن، کو اس میں بے ضرورت ہے۔  
 یا اسی قسم کی اور ترکیبیں جن میں روابط و علامات کو  
 شواہد زائد سمجھا جائے (اس طرح سے) سے زائد  
 ہے۔ متاع کا یہ تذکیر استعمال (مخطوط) غرض کہ اس  
 قسم کے چند الفاظ آپ کو ملیں گے۔ جن پر ایک معترض  
 تنقید کی چھوٹی موٹی عمارت تیار کر سکتا ہے۔ مگر نظر  
 تحقیق میں شاید ان کا کچھ پایہ نہ ہوگا۔

بہر حال اگر ان کو کمزور بھی سمجھا جائے۔ تب

بھی نظم اور شعر کے ذوق کو نظر انداز کر دینا ایک زیادتی



ہو گی۔

میں تو اس قضیہ کو یہ کہہ کر ختم کئے دیتا ہوں کہ یہ ایک  
سچی ہے جو اگر مشکور ہو تو زہے قسمت۔ ورنہ  
لے بس آرزو کہ خاک شدہ

زُبا عیات قطعات سے بالکل مجدا چیز ہیں۔ مگر انہیں  
بھی بعض دُرباعیاں ہیں جن میں اکابر سلف کے اقوال  
کو دوسری زبانوں کی نظم یا نثر سے لیکر نظم کیا ہے۔ اور اکثر  
میری ہی ناتمام فکر کا نتیجہ ہیں۔

میرا خیال تھا کہ اُن حکماء کے مختصر حالات  
اس کتاب میں لکھ دوں جن کا اس میں ذکر ہے۔  
مگر چونکہ اس سے کتاب کی طوالت یقینی تھی اور

یہ منظور نہیں لہذا خاموشی۔ عبد الباری آسی۔ ۱۹۱۹ء

یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ

چھپائی کی خوشنمائی۔ معاملہ کی صفائی کے لئے  
ضرب المثل ہے۔ اور ہمیشہ نگاہ اطف قدر  
و انان کا امید وار ہے۔ جب کوئی چھپائی یا  
کتابت کی ضرورت پیش آئے فوراً بلا تا مل یا د  
فرمائیے

پتہ  
منیجر دی یونائیٹڈ انڈیا پریس لمیٹڈ کٹوراہ اسٹریٹ لکھنؤ